نماز مدلل

وضو غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں
رفع یدین، قراءت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے
متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل کے ساتھ

تالیف
شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

ناشر
مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز مدلل

جسمیں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ رفع یدین، قرارت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔

— تالیف —

حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

باسمہ تعالیٰ

فہرست مضامین نماز مدلّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

راہ نما اشارے

اسلام کے فروعی اختلافی اور اجتہادی مسائل میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور دیگر سلف صالحینؒ کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ وغیر اولیٰ اور افضل وغیر افضل کا اختلاف ہے۔

یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ فروعی اختلافی مسائل میں تشدد اختیار کرنا، ایک مکتبِ فکر کا دوسرے مکتبِ فکر کو گمراہ کہنا ملامت کرنا، طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حدیثِ ذیل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْاَحْزَابِ لَایُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَاَدْرَکَ بَعْضُہُمُ الْعَصْرُ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَاْتِیَہَا وَقَالَ بَعْضُہُمْ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ ذٰلِکَ مِنَّا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ خندق سے لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلے میں پہنچ کر۔ پھر راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا بعض نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں، آپ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ نماز قضا کردو) پھر نبی کریم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس اختلاف کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اُن میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی۔

(صحیح بخاری جلد ا صہ ۱۲۹ ابواب صلوٰۃ الخوف مسلم کتاب الجہاد صہ ۹۶ جلد ۲)

تشریح ذوالقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے محلہ میں جلدی پہنچو، نمازِ عصر وہیں جاکر پڑھو ان کی غداری کی بنا پر اُن کے خلاف جہاد کرنا ہے، صحابہ کرامؓ فوراً بنو قریظہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوگئے۔ سفر کے دوران عصر کی نماز فوت ہونے لگی۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی اختلاف پیدا ہوگیا، بعض حضرات نے حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا۔ عصر کی نماز راستہ میں نہیں پڑھی، بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر اس کی قضا پڑھی یا بقول بعض شارحین حدیث نماز اول وقت سے مؤخر کرکے پڑھی، اور بعض حضرات نے قرآن وحدیث کی دوسری نصوص کی روشنی میں اس کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کی اور کہا وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے بلا عذر قضا کرنا درست نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد صرف یہ ہے کہ جلدی سے جلدی بنو قریظہ پہنچنے کی کوشش کرو۔ آپ کا یہ مقصد نہیں کہ نماز قضا کردی جائے۔ ان حضرات نے راستے میں عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی، پھر بنو قریظہ قدرے تاخیر سے پہنچے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے اس اختلافِ عمل کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان میں سے کسی بھی طبقہ کی تردید و تغلیط نہیں فرمائی، بلکہ اپنے سکوت و خاموشی سے ہر ایک کے فکر و عمل کو درست قرار دیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ٦ صہ ۲٦۴ طبع مصر و فتح الباری شرح البخاری جلد ۷ صہ ۳۱۴)

اجتہادی مسائل میں عام طور پر فکر و عمل کا اختلاف دلائل کے ظاہری اور سطحی تعارض سے پیدا ہوتا ہے یا پھر ایک نص کے معنی و مفہوم میں مختلف احتمالات کی گنجائش کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس مقام پر اجتہاد کے تمام ضروری اوصاف[ع] و شرائط کا حامل مجتہد عالم، اخلاص و نیک نیتی سے اپنی تمام فکری، علمی، عقلی اور عملی توانائیاں صواب و خطا کی تحقیق میں صرف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل و کرم سے اس پُر خلوص سعی و محنت پر اس مجتہد کو ہر حال میں اجر و ثواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اسکی بے لوث جدّو جہد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ خواہ وہ مجتہد حق و صواب کو پالے یا خطا کر بیٹھے۔

اس موضوع کے لیے درج ذیل نصوص ملاحظہ فرمائیں، ارشادِ ربانی ہے۔

(۲) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وُسعت طاقت سے زیادہ مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتے۔ (البقرہ آیت ۲/۲۸۶)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ و حضرت ابُو ہُرَیرۃ رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں سے یہ مَرفُوع[۱] حدیث مروی ہے۔

ع۔ مجتہد کے ضروری اوصاف یہ ہیں: علمِ قرآن، علم سنّت، علم فقہ، علم اصولِ فقہ کا ماہر عالم ہو۔ ائمہ اربعہؒ اور سلفِ صالحین کی علمی تحقیقات اور اجماعی مسائل سے واقف ہو۔ اس کا عقیدہ عمل، اخلاق کتاب و سُنّت کے مطابق ہو، متقی پرہیزگار ہو۔

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہؒ، نور الانوار صفحہ ۲۴۶ و حواشیہ)

۱۔ مَرفُوع حدیث، محدثین کی اصطلاح میں وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو اور اگر حدیث کی سند صحابیؓ پر ختم ہو اور اس میں صحابیؓ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اسکو "مَوقُوف" کہا جاتا ہے۔ اور اگر حدیث کی سند تابعیؒ پر ختم ہو اور اس میں تابعیؒ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو، تو اسکو مَقطُوع کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱، خیر الاصول صفحہ)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَہَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ۔

(بخاری جلد ۲ صہ ۱۰۹۲ باب اجر الحاکم اذا اجتہد) مسلم صہ ۷۶ جلد ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

ف : ہر حال میں مجتہد ماجور اور اس کی محنت مقبول ہے، پھر جو حکم مجتہد کا ہے وہی حکم اس کے پیرو کاروں کا ہے، کہ ان کا عمل بھی مقبول اور باعث اجر ہے۔

اسلامی احکام کے مآخذ و دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۴) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ (البقرۃ ۲/۲)

یہ کتاب ہے، (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۵) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ (البقرۃ ۲/۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ (قرآن مجید) تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۶) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (احزاب ۲۱/۳۳)

بلا ریب تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

(۷) وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم

فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سورہ حشر ۵۹/۷)

کو دیں تو اُسے لے لو اور تم کو جس چیز سے روک دیں تو رُک جاؤ۔

(۸) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورہ نساء ۴/۸۰)

جس شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(۹) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ (نساء ۴/۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وُہ چلتا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

ف : اس آیت کریمہ سے اجماعِ اُمّت کی حجیت واضح ہوتی ہے۔

(۱۰) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (توبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرین رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وُہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف : اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع، موجب رضائے الٰہی

ہے، داخلہ جنت کا سبب اور عظیم کامیابی ہے اس بنا پر صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں۔

(۱۱) فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ — اے دانشورو! عبرت حاصل کرو۔

(حشر ۵۹/۲)

ف : اس آیت سے قیاس شرعی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ۔ (مشکوٰۃ ص۳۱، مؤطا امام مالکؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسولؐ کی سنت۔

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ (ابوداؤد ص۲۸۷ ج۲، ترمذی ص۱۶۲ ج۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص ۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل پیرا رہو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

ف : اس حدیث سے خلفاء راشدینؓ کا معیارِ حق اور ان کے قول و فعل کا حجتِ شرعیہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔
(ترمذی ج۲ ص۸۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

حدیث میں ارشاد فرمایا (نجات پانے والی جماعت وہ ہے) جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر قائم ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے اہلِ سنت وجماعت کا نام اور اس کا ناجی وبرحق ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَايَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔
(ترمذی ج۲ ص۳۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں الگ ہوا۔

ف: اس حدیث سے اجماعِ امت کی حجیت مستفاد ہوتی ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا۔ وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔

(۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِيْ لَاتَجْتَمِعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بلاشبہ میری امت گمراہی پر

عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَأَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

جمع نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف تو سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔

(ابن ماجہ صہ ۲۹۱)

(۱۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مشکوٰۃ صہ ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت اور جمہور مسلمین سے چمٹے رہو۔

(۱۹) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو شخص جماعت مسلمین سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

(ابوداؤد صہ ۳۰۷ ج ۲، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۳۱)

ف : ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و نظریات میں، اعمال و اخلاق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور ان کی اتباع کرنی چاہیئے۔ ان کے بعد ہر دور کے جمہور علماء کے ساتھ رہنا چاہیئے، جو سنتِ نبوی اور جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متبع ہوں۔ جمہور سلفِ صالحین سے کٹ کر تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی

خَیْراً یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔ — ہے اسکو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(بخاری ص ۱۶ ج ۱، مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۲)

(۲۱) حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(بخاری شریف ص ۵۱۵ ج ۱، مسلم ص ۳۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

ف: اس حدیث میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کی فضیلت اور ان کے آثار اقوال وافعال کی ترجیح اور حجیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۲) حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔ (ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۶۰ ابواب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِہٖ۔ (ترمذی ص ۲۰۹ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۷ مناقب عمرؓ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

ف : یہ حدیث حضرت عمرؓ کی اصابتِ رائے پر زبردست شہادتِ نبویؐ ہے۔

(۲۴) حضرت مُعاذ بن جبلؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجْتَھِدُ رَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے لگے تو آپؐ نے حضرت مُعاذؓ سے پوچھا۔ جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیونکر فیصلہ کروگے؟ حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اگر تم کو کتابُ اللہ میں اس کا حکم نہ ملے (تو پھر فیصلہ کیسے کروگے) حضرت معاذؓ نے عرض کیا پھر سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر تمہیں اس کا حکم سُنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بھی نہ ملے (پھر) حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت مُعاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ جواب سُن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے رسولؐ

۱: ترمذی صہ ۱۵۹ جلد ۱

۲: ابوداؤد صہ ۵۰۵ جلد ۲

۳: مسند احمد صہ ۲۳۰ جلد ۵

۴: مسند دارمی صہ ۴۴ ج۲

۵: مشکوٰۃ صہ ۳۲۴ باب العدل فی القضاء

کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

ف: اس حدیثِ مقدس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اسلامی احکام کا اوّلین مأخذ قرآن مجید ہے۔

۲۔ اس کے بعد سنّتِ نبویہ ہے۔

۳۔ جو مسئلہ کتاب وسنّت میں منصوص اور صراحۃً موجود نہ ہو، اس کا حکم معلوم کرنے کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

۴۔ کتاب وسنّت کے منصوص احکام میں اجتہاد اور رائے زنی کا جواز نہیں ہے۔

۵۔ مجتہد کے لئے کتاب وسنّت کا ماہر ہونا اور ان کے علوم واحکام پر حاوی ہونا ضروری ہے۔

(۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری ص ۳۷۱ جلد ۱، کتاب الصلح، مسلم ص۷۷ جلد ۲، مشکوٰۃ ص۲۷)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا، کہ جو بات دینی دلائل سے ثابت نہ ہو اُسے دین قرار دینا بدعت وضلالت ہے۔ وہ بات اور اس کا موجد دونوں مردود ہیں۔

حاصل کلام

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ کا حاصل یہ ہے کہ دینی احکام کے مآخذ اور دلائل حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآنِ مجید

۲۔ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳ اجماعِ اُمّت

۴ خلفائے راشدین کے آثار (اقوال، افعال، احوال)

۵ خیر القُرون (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کے آثار

۶ اربابِ علم و فقہ و اصحابِ علم و تقویٰ کا شرعی قیاس و اجتہاد۔

طَہارَت

اسلام میں طہارت و نظافت اور پاکیزگی و صفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

(۲۶) اللہ سُبحانہٗ و تقدّس کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝ (البقرہ ۲/۲۲۲)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قریب مسجد قبا میں رہنے والوں اہلِ ایمان کی تعریف و توصیف میں ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷) فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝ (توبہ ۹/۱۰۸)

اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲۸) حضرت اَبُو مالک اَشعری رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ - (مسلم ۱۱۸/۱ج، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۲۹) ایک مَرفُوع حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ -

کہ طہارت نصف ایمان ہے۔

(ترمذی صـ۱۹ جلد۲، ابواب الدعوات)

شریعتِ اسلامیہ نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی کے اہتمام کے پیشِ نظر استنجا، وضو، غسل، لباس، مکان کی طہارت کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں۔

قضائے حاجت و استنجا کے آداب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ، تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پشت کرو۔

(بخاری صـ۵۷ جلد۱، باب قبلۃ اہل المدینۃ، مسلم صـ۱۳۰ جلد۱، باب الاستطابہ، مشکوٰۃ صـ۴۲)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا۔

(ابوداؤد صـ۳ ج۱، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَۃَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔

(ابوداؤد صـ۴ جلد۱، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صـ۴۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے۔

(۳۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔

(مسلم صہ ۱۳۰ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ (ابوداؤد صہ ۶ جلد اوّل، مشکوٰۃ صہ ۴۳، ابنِ ماجہ، مسند دارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص ڈھیلے سے استنجا کرے تو چاہیئے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ استنجا میں تین عدد ڈھیلوں کا حکم استحبابی ہے، البتہ نجاست سے صفائی لازم اور ضروری ہے۔

(۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ

(مسلم صہ ۱۳۲ جلد اوّل، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے یا ان کے

سایہ میں قضائے حاجت کرے۔

ف : حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مقام پر لوگ بیٹھتے ہوں، وہاں پیشاب، پاخانہ نہ کرنا چاہیئے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، سردی کے موسم میں دھوپ مطلوب و محبوب ہوتی ہے۔ لوگ دھوپ حاصل کرنے کے لیے جس مقام پر بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ وہاں بھی قضائے حاجت منع ہے۔
(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۱ جلد اوّل)

(۳۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ۔	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔
(البخاری ص۲۷ ج۱، مسلم ص۱۳۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۲)	

(۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو چاہیئے کہ پردہ کرے۔
(ابو داؤد ص۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۳، ابن ماجہ، دارمی)	

(۳۸) حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ۔	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔
(نسائی ص۱۵ ج۱، ابو داؤد، مشکوٰۃ ص۴۳)	

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

(بیہقی صـ ۱۰۲ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا کرتے تھے۔

(بخاری صفحہ ۲۷ جلد اوّل)

ف : ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے، صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجا میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عُمدۃ القاری صـ ۲۹ جلد ۲)

بیتُ الخلاء میں جانے کی دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(ابوداؤد صـ ۳ ج ۱، مشکوٰۃ صـ ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو یہ دُعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ میں خبیث جنّوں اور جنّیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

بیتُ الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ الخلاء

وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ (ترمذی صد ۳ جلد اوّل، ابن ماجہ، دارمی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ صد ۴۳)

سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔)

دوسری دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّىْ الْاَذٰى وَعَافَانِىْ۔

(ابن ماجہ صد ۲۶، مشکوٰۃ صد ۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّىْ الْاَذٰى وَعَافَانِىْ۔ کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کی چیز دُور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

ف : یہ حدیث حضرت ابوذرؓ سے بھی نسائی میں مروی ہے۔ (مرقات ۳۶۸ ۱/۰)

افضل یہ ہے کہ دونوں دُعائیں پڑھی جائیں، پہلے، غُفْرَانَكَ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّىْ الْاَذٰى وَعَافَانِىْ پڑھے۔ (مرقات صد ۳۶۱ جلد ۱)

وضو کی فرضیّت

وضو، بارگاہِ خُداوندی میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کا لازمی ادب ہے۔

(۴۴) ارشادِ ربّانی ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط (المائدہ ۵/۶)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو (دھولیا کرو)۔

(۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وضو کرے۔

(بخاری ص۲۵ ج۱، باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور، مسلم ص۱۱۹ ج۱، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلا طہارت نماز مقبول نہیں۔

(مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(ابوداؤد ص۱ ج۱، باب فرض الوضوء، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص۴۱)

وضو کی نیت

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔

(۴۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری ص۲ ج۱، مسلم ص۱۴۰ ج۲،

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

مشکوٰۃ ص۱۱)

ف: پانی طبعی اور فطری طور پر مطہر (پاک کرنے والی چیز) ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔[1]

[1] اور ارشادِ گرامی ہے: "وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ" اور اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے ذریعے پاک کرے۔ (الانفال پ۹ ع۱۱)

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۔ (فرقان ۲۵/۴۸)

اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا ۔

نیز سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی کے استعمال سے نجاست زائل ہوجاتی ہے ۔ ازالۂ نجاست کا نام تطہیر ہے ۔ لہٰذا پانی کا مطہِّر اور مُزیلِ نجاست ہونا ایک محسوس اور مُبصَر حقیقت ہے ، جب بھی پاک پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے ، خواہ تطہیر کا ارادہ ہو یا نہیں ۔ چُنانچہ ناپاک کپڑا یا ناپاک مکان پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق وہ پاک جاتا ہے ۔ خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں ۔ اسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کے وضو کیا جائے تو وضو دُرست ہوجائے گا اور اس وضو سے نماز ادا ہوجائے گی ۔ لیکن مذکورہ حدیث کی بنا پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا ، اعمال کا ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے ۔

وضو بسم اللہ سے شروع کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفوع حدیث ہے ۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اے ابوہریرہؓ جب وضو بنانے لگو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو ۔

(طبرانی صغیر ، قال الہیثمی اسنادہ حسن آثار السنن صفہ ۳۵ ، قال العینی اسنادہ حسن السعایۃ جلد ۱ صفہ ۱۰۹)

ف : افضل یہ ہے کہ پوری بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی جائے ۔

(فتح القدیر جلد ۱ صفہ ۱۹ ، کفایۃ شرح ہدایۃ جلد ۱ صفہ ۱۹ ، شرح المہذب للنووی جلد ۱ صفہ ۳۴۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفوع حدیث ہے ۔

(۵۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدَأُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَقْطَعُ۔

ہے کہ ہر شاندار کام جو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح القدیر شرح ہدایہ ج۱ ص۲، نووی شرح مسلم ج۱ ص۲، شرح المہذب ج۱ ص۷۳)

(۵۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص کا وضو نہیں ہے جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۶)

ف : حدیث مذکور میں لَا وُضُوْءَ سے وضوء کامل کی نفی مقصود ہے جیساکہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں) میں **لَا صَلٰوۃَ** سے کامل نماز کی نفی مراد ہے۔

درج ذیل احادیث اس تشریح و توجیہ کا واضح قرینہ ہیں۔

(۵۲) (۵۳) (۵۴) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تینوں بزرگوں سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُطَھِّرُ جَسَدَہٗ کُلَّہٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ لَمْ یُطَھِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص وضو بنالے اور اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) تو وہ اپنے تمام جسم کو (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور جو شخص وضو بنالے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف وضوء کے مقامات (اعضاء) کو پاک کرتا ہے۔

(دارقطنی ص۷۴، ۷۳، جلد اول باب التسمیۃ)

علی الوضوء، بیہقی صہ ۴۴ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۴۷)۔

(۵۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَکَرَ اِسْمَ اللّٰہِ طَھَرَ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ وَ اِنْ لَّمْ یَذْکُرْ لَمْ یَطْھُرْ اِلَّا مَا اَصَابَہُ الْمَآءُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳ جلد ۱، زجاجۃ المصابیح صہ ۹۸ جلد ۱)۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔

ف: ان احادیث سے واضح ہوا کہ بسم اللہ پڑھے بغیر بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن ناقص ہوتا ہے۔ اسی لئے ایسے وضو سے تمام جسم کے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ صرف اعضائے وضو کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

وضو کا طریقہ

(۵۶) اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہٗ

خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو کا پانی منگوایا اور وضو بنایا، تو تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین دفعہ کہنی سمیت اپنا دایاں بازو دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ کہنی سمیت) اپنا بایاں بازو دھویا، پھر

الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا۔ (مسلم ص۱۲۰ ج۱ باب صفة الوضوء)	اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ ٹخنوں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

ف: اس مضمون کی مرفوع حدیث صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔ (زجاجۃ المصابیح ص۱۰۸ جلد اول)

(۵۷) عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ...... ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (جامع ترمذی ص۹ جلد اول، نسائی)	حضرت ابوحیہؒ فرماتے ہیں، میں نے خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لیے) وضو بنایا۔ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ ان کو صاف کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک دفعہ اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ...... پھر فرمایا میں نے چاہا کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور

مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ (نسائی صـ۲۹ جلد اول باب مسح الاذنین)

کانوں کا مسح فرمایا۔ کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت والی انگلیوں سے اور ان کے بیرونی حصے کا اپنے انگوٹھوں سے فرمایا۔

(۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن (جہنم کے) طوق سے حفاظت ہے۔

(مسند الفردوس للدیلمی۔ زجاجۃ المصابیح صـ۱۰۱ جلد اول)

(۶۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ، زجاجۃ المصابیح صـ۱۰۲ جلد اول)۔

رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے وضو بنایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔

ف: مسح رقبہ کی ایک مرفوع حدیث "صحیح ابن السکن" میں بھی ہے۔ (زجاجہ جـ۱ صـ۱۰۱)
گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔ مسح رقبہ کے ثبوت میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال کتاب "السعایہ" جلد اول صـ۱۷۰ تا ۱۷۹ میں درج ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

"اگرچہ اس مسئلہ کی احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے۔" (السعایۃ جلد اول صـ۱۷۹)

علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "تحفۃ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ" ہے۔

(٦١) حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ جُحْرَیْ اُذُنَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنے کانوں کے سوراخوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈالیں۔

(ابوداؤد ص۱۹ جلد اول، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۴۶)

(٦٢) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تو وضو بنائے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔

(ترمذی ص۶ جلد اول باب تخلیل اللحیۃ، مشکوٰۃ ص۴۶)۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(٦٣) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(مسلم ص۱۳۴ جلد اول، باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص۴۶، ابوداؤد ص۲۲ جلد اول)

(٦٤) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سر مبارک) پر قطری کپڑے

مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَۃَ۔

کی پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کر کے اپنے سر مبارک کے اگلے حصے کا مسح فرمالیا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

(ابوداؤد ص۲۱ ج۱، باب المسح علی العمامۃ، مستدرک حاکم)

ف: تمام سر کے مسح کی حدیثیں "وضو کا طریقہ" عنوان کے تحت بیان ہوچکی ہیں۔ اگر تمام سر کا مسح کرنا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا نہ فرماتے اور اگر چوتھائی سر سے کم پر مسح ـــــ کافی ہوتا تو بیانِ جواز کے لئے کم از کم ایک دفعہ آپ اس پر بھی عمل فرماتے۔ لیکن پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک دفعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور تمام سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ (فتح القدیر ص۱۵ ج۱ ابن الہمام)

کامل وضو کی برکات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص احسن طریقے سے وضو بناتا ہے اسکے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔

(مسلم ص۱۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص۳۸)

(۶۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مکمل وضو بنائے پھر یہ دعا پڑھے: اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور ایک روایت میں

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃُ یَدْخُلُھَا مِنْ اَیِّھَا شَاءَ۔

(مسلم شریف ۱۲۲/۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

یہ دعا ہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تو لازمی طور پر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ شخص جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو گا۔

ف: جنت میں داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ کھل جانا بھی کافی ہے۔ آٹھ دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لئے ہو گا۔

(۶۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔

(بخاری ص۲۵ جلد ۱، مسلم ص۱۲۶ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

وضو کرتے وقت پانی اور وقت ضائع نہ کیا جائے

(۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا ھٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُ! قَالَ اَفِی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وضو بنا رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا، اے سعد رضی اللہ عنہ یہ کیا اسر

الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔
(مسند امام احمد، ابن ماجہ صـ۳۴، مشکوٰۃ صـ۴۷)

ہے، انہوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپؐ نے فرمایا (جی ہاں) اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۹) حضرت عمرو بن شعیب عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ کی سند سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ۔
(نسائی صـ۳۳ ج۱، ابن ماجہ صـ۳۴، مشکوٰۃ صـ۴۷)

ایک اعرابی وضو کے متعلق سوال لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین بار اعضاء وضو دھو کر وضو کا طریقہ دکھلایا۔ پھر فرمایا، وضو اسی طرح ہے جس نے اس پر اضافہ کیا۔ اس نے برا کیا، اور ظلم و تعدی کی۔

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو بنایا اور پھر یہ دعا پڑھی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جنت کے جس

(ترمذی ج۱ ص۹ ، باب مایقال بعد الوضوء مشکوٰۃ ص ۳۹)۔ دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

غسلِ جنابت کی فرضیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

(۷۱) وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ (مائدہ پ۶)

اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

غسل کا طریقہ اور اس کے آداب

حضرت مَیمُونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۷۲) قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت مَیمُونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے غسل جنابت کا پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسکو خوب ملا۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو بنایا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالا۔ پھر اپنا باقی جسم دھویا، پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری ص۴۱ جلد ۱، مسلم ص ۱۴۷ جلد ۱ واللفظ لمسلم)

(۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کی کھال کو صاف کرو۔

(ابوداؤد ص۳۷، ترمذی ج۱ ص۱۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۸)

(۷۴) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیا، پردہ پوش ہیں وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کرلیا کرے۔

(ابوداؤد ص ۲۱ جلد دوم، نسائی ص۷۰ جلد۱، مشکوٰۃ ص ۴۹)

جمعہ کے دن کا غسل سنّت ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہیئے کہ غسل کرے۔

(بخاری ص۱۲۰ جلد اول، مسلم ص ۲۷۹ جلد۱، مشکوٰۃ ص۵۵)

(۷۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِھَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص جمعہ کے دن وضو بنائے تو ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

أَفْضَلُ۔ (ابوداؤد جلد ۱ صہ ۵، ترمذی، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۵۵)

عید کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۷) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى (ابن ماجہ صہ ۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

نماز کی عظمت و اہمیت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مقدس ذات و صفات، اس کے بیشمار احسانات و کمالات، اس کی توحید و تقدیس پر ایمان لانے اور ان کو مان لینے کا فطری و قدرتی تقاضا یہ ہے کہ انسان اسکی بارگاہِ عالی میں اپنی عاجزی ومحتاجی اور اس کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اظہار کرے اس کی یاد سے اپنے قلب و روح کے لیے نور و سرور کی غذا حاصل کرے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز اس تقاضے کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کا بے مثال ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز کا رہا ہے۔ سرتاج حکماءِ اسلام حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نماز کی حقیقت و حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَصْلُ الصَّلٰوةِ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ اَنْ يَّخْضَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ مُلَاحَظَةِ جَلَالِ اللهِ وَعَظْمَتِهٖ وَيُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْكَ الْعَظْمَةِ وَذٰلِكَ الْخُضُوْعُ بِاَفْصَحِ عِبَارَةٍ وَاَنْ يُّؤَدِّبَ الْجَوَارِحُ حَسَبَ ذٰلِكَ الْخُضُوْعِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی اساس و بنیاد یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ سبحانہٗ و تقدس کی عظمت و جلال کا اعلان و اظہار کرے اور اپنی عاجزی و بندگی اور عبودیت کا اعتراف و اقرار کرے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ص۲ جلد اوّل باب اسرار الصلوٰۃ)

اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، یہ حسنِ ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، یہ اپنے محبوب سے مہجور رُوح کا خطاب ہے۔ یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے، یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے یہ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ یہ بے قرار رُوح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی آس ہے، یہ فطرت کی آواز ہے۔ یہ حساس و اثر پذیر طبیعت کی اندرونی پُکار ہے، یہ زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔"

(سیرۃ النبیؐ ص ۵۹، ۶۰ جلد ۵)

نماز کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۴۸) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۲/۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اقامتِ صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط اور سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کیا جائے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بُنیادی رُکن ہے

قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود نماز کا اہتمام اور اپنی اُمتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے صاحبزادے

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی ویران سرزمین میں آباد کرتے ہیں اور اس کی یہ غرض بتلاتے ہیں۔

(۷۹) رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۝ (ابراہیم ۱۴/۳۷) — اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے اور اپنی نسل کے لیے دعا کرتے ہیں۔

(۸۰) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۝ (ابراہیم ۱۴/۴۰) — اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن مجید کی شہادت ہے۔

(۸۱) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ ۝ (مریم ۱۹/۵۵) — اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز کا ذکر سورۂ ہود میں ہے۔

(۸۲) أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ ۝ — کیا آپ کی نماز آپ کو یہ حکم دیتی ہے۔

(ہود ۱۱/۸۷)

حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے۔

(۸۳) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ۔ — اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی وحی بھیجی۔

(انبیاء ۲۱/۷۳)

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

(۸۴) يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ — اے میرے بیٹے نماز قائم کیجیے۔

(لقمان ۳۱/۱۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم الہٰی ہوتا ہے۔

(۸۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ ۳/۱۴) — اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۸۶) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (یونس ۱/۸۷) — اور نماز قائم کیجئے۔

بنی اسرائیل سے وعدہ خداوندی تھا۔

(۸۷) اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ ۝ (مائدہ ۵/۱۲) — اور اگر تم نے نماز قائم کی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی نسبت قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

(۸۸) وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۝ (آل عمران ۳/۳۹) — اور وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۸۹) وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ ۝ (مریم ۱۹/۱۴) — اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جن جانشینوں اور نام لیواؤں نے نماز کو ضائع کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو عذاب آخرت کی شدید دھمکی دی گئی ہے۔

ارشاد رحمانی ہے:

(۹۰) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوْا — پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات

الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ (مریم ۱۹/۵۹) — کی پیروی کی. پس وُہ ضرور خرابی دیکھیں گے.

قیامت کے دِن دوزخی لوگ اپنے دُوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے.

(۹۱) لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. (مدثر ۷۴/۴۳) — کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے.

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سُستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے.

(۹۲) اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۝ (النساء ۴/۱۴۲) — بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں. حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اِس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں. اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں.

نماز بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے.

(۹۳) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ (العنکبوت ۲۹/۴۵) — بے شک نماز (زبانِ حال سے) بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے.

ایک مقام پہ ارشاد ہے.

(۹۴) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (الروم ۳۰/۳۱) — اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ.

اس سے معلوم ہوا کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے، قرآنِ مجید کے انہی مضامین و ہدایات کو حکمتِ نبوی اور سنتِ نبوی عملی

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مختلف عنوانوں سے پیش کیا گیا ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ اور کفر کو ملانے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔

(مسلم ص۶۱ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۵۸، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

یعنی نماز دینِ اسلام کا اتنا اہم شعار ہے کہ اس کے ترک کر دینے سے آدمی کفر کی سرحد سے جا ملتا ہے۔

(۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری ص۶ ج۱، مسلم ص۳۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۲)

(۹۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ اَمْرَ الصَّلٰوۃِ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْہَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْہَانًا وَّنَجَاۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْہَا لَہٗ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز اہتمام سے ادا کرے، تو وہ نماز قیامت کے دن (کے اندھیرے میں) اس کے لئے نور اور اس کے ایمان کی دلیل اور ذریعہ نجات

تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(مسند دارمی، مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۸)

بنے گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ نماز اس کے واسطے نہ نور بنے گی نہ برہان نہ ذریعہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن (بڑے بڑے کافروں) قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

نماز پر گناہوں کی معافی

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ اَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۵/۱، مسند امام احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کیا اور ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ اسے بخش دیں گے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے اور چاہے گا تو عذاب دے گا۔

ف: جو شخص پورے اہتمام کے ساتھ خشوع وخضوع سے سُنن وآداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھتا رہے، تو عام تجربہ ومشاہدہ ہے کہ ایسا شخص خود ہی گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو اسے توبہ واستغفار

کی توفیق مل جاتی ہے۔ ایسی نماز بہرحال بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی بخشش کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُوْ اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔

(بخاری ج۱، باب الصلوات الخمس کفارۃ، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائیگا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کے میل سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا، پس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

پانچ وقت کی نماز

کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بندہ اور خدا کے درمیان ایک عہد و پیمان اور میثاق و معاہدہ ہے کہ زندگی کا مقصد عبادتِ خداوندی ہے اور اس کا طریقِ کار اتباعِ سنتِ نبویہ ہے۔ کلمہ کے پہلے جزو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" میں مقصدِ زندگی کا بیان ہے اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" میں اس عظیم مقصد کے حاصل کرنے کے طریقِ کار کا ذکر ہے۔

روزانہ پانچ وقت کی نماز کا ایک اہم مقصد اس عہد و پیمان کی تجدید ہے۔ صبح نیند سے بیدار ہو کر مؤذن کی پکار "اللہ اکبر، اللہ اکبر" الخ پر بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیتا، دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اپنی بندگی کا بار بار اقرار و اظہار کرتا ہے۔ زبانِ حال و قال سے کہتا ہے کہ یا اللہ! میں شترِ بے مہار نہیں، بلکہ آپ کا

عاجز بندہ اور آپ کے رسُول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہوں، میں اپنی پوری زندگی آپ کے احکام اور آپ کے رسُول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کیمطابق گزاروں گا۔

طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک تقریباً چھ سات گھنٹے کا طویل وقفہ دوسری ذمہ داریوں کو پُورا کرنے کے لیے ہے۔ زوال کے بعد پھر خُدا کے مُنادی (مؤذن) کی پُکار پر دُوبارہ بارگاہِ خُداوندی میں حاضری دیتا ہے، اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اعلان کرتا ہے، پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عصر، مغرب، عشاء کی نمازوں میں اسی معاہدہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب بندہ احساس و شعُور کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو نماز زبانِ حال سے اسے بار بار یاد دلاتی رہتی ہے کہ اے انسان! تو شُتر بے مہار نہیں، بلکہ سب سے بڑی قدرت والی ذات کا بندہ اور غُلام ہے جس طرح تو نماز کے اندر اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے، نماز کے باہر بھی اس کے احکام کیمطابق زندگی بسر کر۔ دفتر میں ہو یا کارخانے میں، کھیت میں ہو یا دکان میں ہر جگہ، ہر وقت اس کے احکام اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کو پُورا کیا کر۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰۰) إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۗ (العنکبوت ۲۹/۴۵)	بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

پھر جس طرح محدود جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ متعدد بار جسمانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح رُوحانی زندگی جو بہت طویل زندگی ہے، قبر و حشر اور آخرت کے

کروڑہا سال پرمشتمل ہے، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اس کی رُوح ایمان ہے اور اس کی غذا نماز اور دیگر عبادات ہیں، رُوحانی اور اُخروی زندگی کو تازہ خون پہنچانے اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے اور اسے نشو ونما دینے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز کی شکل میں روحانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰۰) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت ۲۹/۶۴)

اور یہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل و تماشا ہے اور آخرت کا گھر اصل زندگی (کا مقام) ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

اگر دُنیاوی زندگی کو احکام خُداوندی اور سیرتِ محمدی عَلیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پابند کر دیا جائے تو پھر یہ زندگی بھی اُخروی زندگی کی اصلاح و فلاح کا دیباچہ اور مقدمہ بن کر دُرست ہو جاتی ہے اور قیمتی بن جاتی ہے، اور دُنیاوی کام من وجہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی فرض نماز اور اس کے اوقات

حق تعالےٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۱۰۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۴/۱۰۳)

بلا ریب، نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۰۲) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ (البقرہ ۲/۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصًا درمیانی نماز کی (نمازِ عصر)۔

اس آیت کے جمع کے صیغے میں متعدد نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۳) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

نمازِ صبح سے پہلے اور نمازِ عشاء کے

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ۝ (النور ۲۴/۵۸) بعد۔

اس آیتِ کریمہ میں فجر و عشار کی نمازوں کی تصریح ہے۔

(۱۰۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۝ (ھود ۱۱/۱۱۴) اور دِن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجیے۔

اس آیت میں اکثر نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۵) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۝ (الاسراء ۱۷/۷۸) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجیے، اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیتِ مبارکہ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

پانچ وقت کی فرض نماز بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ہمیشہ ان کو پابندی سے ادا فرماتے رہے۔ متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں۔ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

(سیرت النبی ج۵ ص۱۱۹، التعلیق الصبیح ج۱ ص۲۷۰)

انسانوں کی سہولت کے لئے نمازوں کے اوقات میں شرعاً وسعت ہے اوقات کی مقررہ حدود کے اندر اندر نماز درست ہے، ان اوقات کے بعض حصے جواز کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض حصے استحباب کا۔ مستحب وقت میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ افضل درجہ حاصل ہو۔

نمازِ صبح کا وقت طلوعِ صبحِ صادق سے طلوعِ شمس تک ہے

(۱۰۶) حضرت اَبُوہُرَیرہ رضی اللہ عنہ سے مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صُبح کے وقت کی ابتداء صُبح صادق کے طلوع کا وقت ہے اور اسکی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۲ جلد اوّل، مُسند احمد)

صُبح کی نماز کا مستحب وقت اِسفار ہے

(۱۰۷) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، صُبح کی نماز اِسفار میں ادا کرو، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(ترمذی ص۲۲ جلد ا، مشکوٰۃ ص۶۱، ابوداؤد نحوہ ص۶۵/۱، مسند دارمی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے، حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری جلد ۲ ص۴۵ پر فرماتے ہیں۔ (وَصَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اِسفار سے مراد یہ ہے کہ صُبح کا اُجالا خوب پھیل جائے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

(۱۰۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (نسائی ص۹۴/۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر تم اِسفار میں نماز ادا کرو گے، اس قدر اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ جلد اوّل صہ ۲۳۸)

(۱۰۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! صبح کی نماز اُجالے میں ادا کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ اِسفار کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، طبرانی، کتاب الحجج امام محمد، ابوداؤد طیالسی)

(۱۱۰) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (طبرانی کبیر)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے صبح کی نماز اُجالے میں ادا کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا اَسْفَرُوْا بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ۔

(مسند بزار، طبرانی اوسط)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: میری اُمّت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اِسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اِسفار کی مرفوع حدیثیں درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (طبرانی) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ (طبرانی، مسند بزار) حضرت حوا انصاریہ رضی اللہ عنہا (طبرانی)۔ ان احادیث کی تفصیل نصب الرایہ جلد اول صہ ۲۳۵ تا صہ ۲۳۷ اور عمدۃ القاری جلد ۳ صہ ۹، شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ ان کی سندیں متکلم فیہ ہیں، تاہم

محدثین کے اُصول کے مطابق تائید کے درجہ میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۱۲) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَیْئٍ مَا اَجْمَعُوْا عَلَی التَّنْوِیْرِ بِالْفَجْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۲ ج۱)

صحابہ کرام رضہ نے جس قدر صبح کے اِسفار پر اجماع فرمایا ہے، اس قدر اجماع و اتفاق کسی اور چیز پر نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی صفحہ ۱۳۶ جلد ا میں بھی مروی ہے۔

(نصب الرایہ جلد ا ص۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعیؒ "اَلْاَزْھَارُ الْمُتَنَاثِرَۃ" میں لکھتے ہیں کہ اِسفار کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۴۵ جلد ۲)

ف: بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھاتے تھے۔ بعض محققین نے اس کی توجیہ میں لکھا ہے کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر غلس اور اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا۔ لیکن عوام کی سہولت کے لیے آپ نے ہی اُمت کو اِسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ تو آپؐ کے ارشاد کی وجہ سے اُمت کے لئے اِسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۸)

نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے دو مثل سایہ تک ہے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّھْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوالِ شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اوّل، مسند امام احمد)

(۱۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے جس کی سند صحیح ہے۔

صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ۔

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے مساوی ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

(موطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقوت الصلوٰۃ)

(۱۱۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، مؤذن نے (ظہر کی نماز کے لیے) اذان دینے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا تاخیر کرو۔ اس نے (وقفہ کے بعد) پھر اذان کا ارادہ کیا، تو آپؐ نے دوبارہ فرمایا ٹھہرو، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا، آپؐ نے سہ بارہ فرمایا تاخیر کرو، حتیٰ کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا۔ (تب اذان و نماز ہوئی)

(بخاری ج۱ ص۸۷ باب الاذان للمسافرین)

ف: ظاہر ہے کہ ٹیلے کا سایہ ٹیلے کے برابر ایک مثل سایہ کے بعد ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں نماز ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ دو مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کا ماخذ ہے۔ لیکن ائمہ ثلثہؒ اور صاحبینؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت ایک مثل ہے۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اور

عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے، تاکہ اجماعی اوقات میں نماز ادا ہو۔

(شامی ج۱ ص۲۶۹، فتح القدیر ج۱ ص۱۹۳، بحر الرائق ص ۲۳۵ جلد ۱)

نماز ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نسائی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۱۶) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے، (اول وقت میں پڑھتے)۔

(نسائی ج۱ ص۸۶، مشکوٰۃ ص۶۲)

(۱۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب سخت گرمی ہو تو نماز تاخیر سے ادا کیا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری ج۱ ص۷۶، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، مسلم ج۱ ص۲۲۴، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

(۱۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب گرمی سخت ہو تو نماز تاخیر سے ادا کرو۔

(بخاری ص۷۷، جلد اول ؛ مسلم ص ۲۲۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے نمازِ ظہر تاخیر سے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری صہ ۷۷ جلد اول)

محدث ابن حجرؒ شافعی التلخیص الجبیر مع شرح المہذب صہ ۵۱ جلد ۳ پر فرماتے ہیں، کہ حدیث اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے درج ذیل کتبِ حدیث میں مروی ہے۔

چنانچہ حضرت[۱] ابوذر سے بخاری و مسلم میں، حضرت ابن عمرؓ[۲] سے بخاری وغیرہ میں، حضرت ابو[۳] موسیٰ اشعریؓ سے نسائی میں، حضرت[۴] عائشہؓ سے صحیح ابن خزیمہ میں، حضرت[۵] مغیرہؓ سے مسند امام احمد و ابن ماجہ میں، حضرت[۶] ابو سعیدؓ سے بخاری میں، حضرت[۷] عمرو بن عبسہؓ سے طبرانی میں، حضرت[۸] صفوانؓ سے مصنف ابن ابی شیبۃ و مستدرک حاکم میں اور حضرت ابن[۹] عباسؓ سے مسند بزار میں مروی ہے الخ

ف: بعض صحیح احادیث میں ظہر کی تعجیل اور اول وقت میں پڑھنا مذکور ہے۔ اربابِ تحقیق نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ ایک توجیہ وتطبیق تو یہ ہے کہ تعجیل کی حدیثیں موسم سرما پر اور ابراد و تاخیر کی حدیثیں موسم گرما پر محمول ہیں۔ اس تطبیق کا واضح قرینہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا صحیح حدیث ہے۔ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ کہ جب گرمی ہوتی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو اول وقت میں نماز پڑھتے۔

دوسری توجیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وَكَانَ الْاٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِبْرَادُ

(فتح الباری شرح بخاری صلا جلد دوم) یعنی تعجیل کی حدیثیں ابتداء پر محمول ہیں۔ اور ابراد و تاخیر والی حدیثیں آخری زمانہ پر محمول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد و تاخیر کا تھا۔ بہرحال مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے آخر وقت سے غروب شمس تک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غروبِ شمس سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نمازِ عصر پالی۔

(بخاری صلا۸ جلد ۱، مسلم صلا۲۲۱ جلد ۱، و بقیہ صحاح ستہ)

(۱۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ وَیَسْقُطْ قَرْنُہَا الْاَوَّلُ۔ (مسلم صلا۲۲۳ ج ۱ باب اوقات الصلوات الخمس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔

نمازِ عصر کا مستحب وقت اصفرارِ شمس سے پہلے پہلے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

وَسَلَّمَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

(بخاری ج۱ ص۷۸ باب فضل صلوٰۃ العصر مسلم ج۱ ص۲۲۸ ، باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر، ابوداؤد کتاب السنۃ)

اگر تمہاری استطاعت میں یہ بات ہو کہ تم صبح وعصر کی نماز میں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو (ان نمازوں کی پابندی کرو)۔ پھر حضرت جریرؓ نے (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھی۔ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

(۱۲۳) حضرت عمارہ رضی اللہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(مسلم ج۱ ص۲۲۸ ، نسائی ج۱ ص۸۲ باب فضل صلوٰۃ العصر، مسند امام احمدؒ)

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱: قرآن مجید میں جہاں جہاں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ o تسبیح وتحمید کا حکم آیا ہے، اس سے فجر وعصر کی نمازیں مراد ہیں۔

۲: حدیث، تفسیر و دیگر تمام سلامی وعربی علوم کے مسلمہ امام علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ”عقیدۃ الاسلام“ میں لکھتے ہیں:۔

”قَبْلَ الطُّلُوْعِ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع وغروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب

کوئی شخص کہتا ہے اٰتِیْکَ قَبْلَ الغُرُوْبِ کہ میں تیرے پاس غروبِ شمس سے پہلے آؤں گا تو مخاطب یہی سمجھتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا۔ دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔"

(فتح الملہم، شرح مسلم صہ ۲۰۱ ج ۱، التعلیق الصبیح، شرح مشکوٰۃ صہ ۲۴۸ ج ۱، صہ ۲۸۴ ج ۱)

اس بناء پر قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص سے نماز فجر و عصر میں اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے ادا کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب و سنّت کا یہ اشارہ اور استنباط بہت وزنی اور اہم ہے۔

(۱۲۴) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ - (ترمذی صہ ۲۲ ج ۱، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۶۲)

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ سے پہلے پڑھتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (معارف السنن، شرح ترمذی صہ ۱۱ جلد ۲)

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(۱۲۵) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔

(ابوداؤد صہ ۶۵ ج ۱ باب فی صلوٰۃ العصر، ابن ماجہ)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نمازِ عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے، جب تک سورج صاف سفید رہتا۔

(۱۲۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِتَأْخِيْرِ الْعَصْرِ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کی تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طبرانی کبیر)

یہ آخری دو حدیثیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، تاہم محدثین کے اصول پر تائید د استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۲۷) خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا:

صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ۔

نماز عصر سورج میں زردی آنے سے پیشتر اس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو۔

(موطا امام مالک رحمہ اللہ ص۵، سند قوی)

(۱۲۸) إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

(طبرانی کبیر و رجالہ موثقون)۔

ف: بعض صحیح احادیث میں نماز عصر تعجیل سے اور اول وقت میں پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیان جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۲۰۸ جلد ۱)۔

نماز مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت غروب شمس سے غروب شفق تک ہے۔

(۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ۔ (ترمذی صہ ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

کہ مغرب کا اوّل وقت غروبِ شمس ہے اور اسکا آخری وقت، اُفق (شفق) کی غیبوبت کا وقت ہے۔

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

(مسلم صہ ۲۲۳ جلد اول، ابوداؤد، مشکوٰۃ صہ ۵۹)

ف: شفق کا لفظ غروبِ شمس کے بعد سُرخی اور سُرخی کے بعد سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے وہ سفیدی مراد ہے جو سُرخی کے بعد مغربی اُفق پر دکھائی دیتی ہے۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے۔

(۱۳۱) ثُمَّ اَذَّنَ (بِلَالٌ) لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔ (طبرانی اوسط)

حضرت بلالؓ نے عشاء کی اذان دی جبکہ دِن کی سفیدی ختم ہوئی اور وہی شفق ہے۔

اس کی سند حَسن ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ صہ ۲۳۳ جلد اوّل)

نمازِ مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز ہمیشہ سردی ہو یا گرمی غروبِ شمس کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۲) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَالَمْ یُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ۔ (ابوداؤد ص۶۶ ج۱ مشکوٰۃ ص۶۱)

میری اُمت بھلائی پر قائم رہے گی، یا فرمایا فطرت وسنّت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔

امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں صحیح علیٰ شرطِ مسلم (نصب الرایہ ص۲۴۳ ج۱) کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت

نمازِ عشا کا وقت غروبِ شفق سے صُبح صادق تک ہے۔ حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۱۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نمازِ عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے، جب اُفق (شفق) غائب ہوتا ہے۔

(ترمذی ص۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۴) حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ اَمَرَہٗ بِالْعِشَاءِ حِیْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ۔ (مسلم ص۲۲۳ ج۱)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو عشاء کا حکم دیا جب کہ شفق غروب ہوئی۔

(۱۳۵) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الشَّفَقُ۔ (ابوداؤد ص۶۳ جلد اول بابٌ فی المواقیت)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اس وقت ادا فرماتے، جب اُفق (آسمان کا کنارہ) سیاہ ہوجاتا۔

(۱۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مَرفُوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى۔ (مسلم ص۲۲۹ ج۱، باب وقت العشاء، نسائی ص۹۳ ج۱)

عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

(۱۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (مسلم ص۲۲۹ جلد۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر کی۔

(۱۳۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ۔

(مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، پھر تشریف لائے اور ان کو نماز پڑھائی۔

(۱۳۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اوقات کی تفصیل لکھی اور فرمایا۔

وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَیَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تُغْفِلْهَا۔

اور نمازِ عشاء رات کے جس حصے میں چاہو ادا کرو اور اسے ترک مت کرو۔

(طحاوی ص۴ ۹ جلد اول، در حوالہ ثقات)

نمازِ عشاء کا مستحب وقت

نمازِ عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

(۱۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ تہائی رات یا نصف رات تک عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

(ترمذی صـ۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ صـ۶۱)

(۱۴۱) حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ ...... وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

(بخاری صـ۷۷ ج۱ و مسلم صـ۲۳ ج۱، مشکوٰۃ صـ۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تہائی رات تک عشاء کو مؤخر کردیں۔

عشاء کے وقت میں ضعیف اور بیمار کی رعایت

اگرچہ عشاء کی نماز میں اصولی طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے، تاہم اس میں کمزور، بیمار اور معذور مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی، اور فرمایا:۔

(۱۴۲) لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد صـ۶۶ ج۱، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ صـ۶۲)

خُلاصہ :- مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خُلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے، اور سردی کی ظہر میں بھی تقدیم مستحب ہے، اور باقی تمام نمازوں میں ہمیشہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ اوّل وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اوّل وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ بعض آئمہ کرامؒ ہمیشہ اول وقت میں تمام نمازوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اُن کا استدلال درج ذیل احادیث سے ہے۔

حضرت اُمِ فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۳) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اوّل وقت میں نماز پڑھنا۔

(ترمذی صـ۲۴ جلد۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ صـ۶۱)

تبصرہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ اُمِّ فَرْوَۃَ لَا یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِیِّ وَلَیْسَ ھُوَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَ اضْطَرَبُوْا فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

فروہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث صرف عبداللہ بن عمر العُمَری کے واسطہ سے مروی ہے اور وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

(ترمذی صـ۲۴ جلد۱، باب ماجاء فی الوقت الاوّل من الفضل)

محدث دارقطنیؒ نے کتاب العلل میں اس حدیث کے اضطراب و اختلاف

کثیر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۴۱ جلد ۱)

حضرت محدث بنوریؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَحْمَدُ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ ثُمَّ النَّوَوِيُّ ثُمَّ الْحَافِظُ اِبْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ اَنَّهُ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِاَسَانِيْدَ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۴۵ ج۲)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ، محدث بیہقی شافعیؒ، محدث نوویؒ شارح مسلم شافعیؒ، حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری شافعیؒ اور دیگر حفاظ محدثین نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، نماز کا اول وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(ترمذی ص۲۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۱)

تبصرہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعقوب بن الولید ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے۔

محدث ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

کہ وہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ۔

کہ وہ بڑے جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔

لَیْسَ بِثِقَۃٍ۔ کہ وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں۔

مَتْرُوْکُ الْحَدِیْثِ۔ کہ اس کی حدیث قابلِ ترک ہے۔

نصب الرایہ جلد اول صـ ۲۴۳)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی تقریباً یہی تبصرہ نقل کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر صـ ۲۶ ج ۳، مع شرح المہذب)

محدث بیہقیؒ اپنی کتاب المعرفۃ اور السنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَسَانِیْدَ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔ (نصب الرایہ صـ ۲۴۳ ج ۱) کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

محدث نوویؒ شافعی شارح مسلم اپنی کتاب "الخلاصہ" میں لکھتے ہیں۔

اَحَادِیْثُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِاَوَّلِ وَقْتِھَا وَاَحَادِیْثُ اَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللہِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔ (نصب الرایہ صـ ۲۴۳ ج ۱)

یعنی مذکورہ بالا دونوں قسم کی حدیثیں تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

ف: بعض محدثینؒ نے مذکورہ بالا مستحب اوقات والی صحیح احادیث کی روشنی میں یہ تطبیق و توجیہ لکھی ہے کہ اوّل وقت والی احادیث سے وقت مختار اور وقت مستحب کا اول حصہ مراد ہے۔

علامہ قاریؒ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ اَوَّلُ الْوَقْتِ الْمُخْتَارِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صـ ۱۳۶ ج ۲) کہ مستحب و مختار وقت کا اوّل حصہ مراد ہے۔

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے

فرض نماز کو اپنے متعین و مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقرر وقت سے تقدیم و تاخیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ — بے شک نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(سورہ نساء ۴/۱۰۳)

(۱۴۶) ارشادِ الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ۔ — نمازوں کی حفاظت کرو۔

(البقرۃ ۲/۲۳۸)

مفسر ابنِ کثیر شافعیؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ یَأْمُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمُحَافَظَۃِ عَلَی الصَّلَوَاتِ فِیْ اَوْقَاتِھَا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ص ۲۹/۱) اللہ تعالیٰ اشانہٗ وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ (المومنون ۲۳/۹) — اور وہ لوگ (فلاح پانے والے اہلِ ایمان) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسروق تابعیؒ، حضرت قتادہ تابعیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی بھی محافظت صلوٰۃ میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۳۹ جلد۳) یہی مضمون تفسیر ابن کثیر ص۴۲۱ جلد۴ پر بھی ہے۔

(۱۴۸) ارشادِ رحمانی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ (المعارج ۷۰/۳۴) — اور وہ لوگ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

مفسر ابنِ کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (یُحَافِظُوْنَ) عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا وَاَرْکَانِھَا وَوَاجِبَاتِھَا وَمُسْتَحَبَّاتِھَا۔ کہ وہ لوگ نماز کے اوقات ارکان، واجبات،

مستحبات کی نگہبانی کرتے ہیں۔" اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ محافظت نماز کے سلسلہ میں وقت کی حفاظت سرفہرست ہے۔

(۱۴۹) ارشادِ ربانی ہے۔

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ ۝ — وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(المعارج ۷۰/۲۳)

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ يُحَافِظُوْنَ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَوَاجِبَاتِهَا قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَمَسْرُوْقٌ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ. اس ارشادِ ربانی کا معنی و مطلب ہے نماز کے اوقات و واجبات کی پابندی کرنا، حضرت ابن مسعودؓ مسروقؒ ابراہیم نخعیؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(۱۵۰) ارشادِ قرآنی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ — سو ان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

(الماعون ۱۰۷/۴، ۵)

بعض سلفؒ نے کہا ہے، بے وقت نماز پڑھنا بھی "نماز سے غفلت و سہو" کا ایک فرد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صہ ۵۵ جلد ۴)

(۱۵۱) ارشادِ رحمانی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ۝ — تو ان (مذکورانبیاء علیہم السلام) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔

(مریم ۱۹/۵۹)

بعض سلفؒ کی تفسیر کے مطابق بے وقت نماز پڑھنا بھی اضاعتِ صلوٰۃ کی ایک نوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صہ ۱۲۷، ۱۲۸ جلد ۳)

(۱۵۴) ارشادِ قدسی ہے۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ط — اور (متقی لوگ) نماز قائم کرتے ہیں۔ (البقرہ پ ۱ ع ۱)

بعض سلف رحمہم اللہ کے مطابق "اوقاتِ نماز کی پابندی" بھی اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۲ جلد ۱)

راقم الحروف کے ناقص تتبّع و تلاش کے مطابق قرآن مجید کی انتالیس آیات میں "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم یا ذکر مختلف عنوانوں اور متعدد صیغوں سے موجود ہے۔ مصدر (اقامُ الصلوٰۃ) ماضی (اَقَامَ الصَّلٰوۃَ) مضارع (یُقِیمُوْنَ الصَّلٰوۃَ) اَمر (اَقِیمُوا الصَّلٰوۃ) اسمِ فاعل (مُقِیمُ الصَّلٰوۃِ) سب ہی الفاظ میں اقامتِ صلوٰۃ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے۔ بیسیوں آیات میں اِقامتِ صلوٰۃ، مُحافظتِ صلوٰۃ، دَوامِ صلوٰۃ متعدد عنوانوں سے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

تمام مفسرین کرام رحمہم اللہ کے ہاں یہ سب عنوان اور ان کے معانی و مفاہیم مُقتضِی ہیں کہ نماز کے فرائض و ارکان کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا بھی فرض و لازم ہے اور ان سے تقدیم و تاخیر کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے نماز سے غفلت کرنا ہے، جو نالائق اور قابلِ مذمت لوگوں کا شیوہ ہے۔

نماز کے مقرر اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں

پنجوقتہ فرض نماز وں کے معروف اوقات متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

صحاح ستہ اور دیگر کُتُب احادیث میں اوقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم ہیں۔ ان میں بیسیوں صحیح حدیثیں نماز کے معروف و مقرر اوقات پر صراحت کے ساتھ دال ہیں۔

اس سلسلہ میں بعض حدیثیں مختصر طور پر گذشتہ صفحات میں بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکید و تبرک کے لیے درج ذیل احادیث بھی مطالعہ فرمائیں۔

(۱۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا۔

(بخاری ج۱ص۷۶، باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا، مسلم ص۶۲ جلد اول، مشکوٰۃ ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، آپؐ نے فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔

اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامتِ جبرئیل علیہ السلام

(۱۵۴) صحیح احادیث میں ہے کہ شبِ معراج میں پنجوقتہ فرض نمازوں کا حکم تو عرشِ معلّٰی سے بالا حالتِ معراج میں ہوا، مگر ان کے اوقات کی عملی تعلیم کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے اور دو روز بیت اللہ کے پاس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری طور پر) امام بنے۔ پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا: اَلْوَقْتُ فِیْمَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ۔

(ابوداؤد ج۱ص۶۲، باب فی المواقیت۔ ترمذی ص۲۱ جلد۱، مشکوٰۃ ص۵۹)

نماز کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

قال الترمذی، حدیث حسن صحیح، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محدث جمال الدین زیلعیؒ فرماتے ہیں: حَدِیْثُ اِمَامَةِ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَوَاہُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْھُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْ ھُرَیْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ وَاَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ وَاَنَسٌ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ

رضی اللہ عنہم ۔ (نصب الرایۃ ص۲۲۲ تا ۲۲۶ جلد اوّل) ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مروی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت ابومسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت عمرو بن حزم، حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ۔

پھر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول ان مرفوع احادیث کو چھ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

امامت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث مختصر طور پر بخاری ص ۴۵۷ جلد ۱ باب ذکر الملائکۃ و مسلم ص ۲۲۱ جلد ۱ باب اوقات الصلوات الخمس میں بھی مذکور ہے ۔ نیز بخاری ص ۷۵ جلد ۱ پر بھی یہ حدیث مجملاً مروی ہے ۔

امامت جبرئیل علیہ السلام کی ان آٹھ حدیثوں سے بھی اوقات نماز کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے قولی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ عملی تعلیم کا اہتمام کیا گیا اور وہ بھی مسلسل دو روز تک ۔

(۱۵۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا دو روز یہاں ٹھہر کر ہمارے ساتھ نماز پڑھو، پھر آپؐ نے پہلے دن تمام نمازیں اوّل وقت میں پڑھائیں، اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھائیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا : وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ ۔ (مسلم ص۲۲۳ جلد اول، باب اوقات الصلوات الخمس، مشکوٰۃ ص۵۹) تمہاری نمازوں کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے ۔"

گو روزانہ نماز با جماعت کی صورت میں بھی نماز اور اس کے اوقات کی عملی تعلیم دی جاتی تھی، تاہم سائل کے جواب میں اوقات نماز کی ابتداء و انتہا بتانے کے لئے

خصوصی عملی تعلیم کا اہتمام فرمایا گیا۔

تاخیر نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا

(۱۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں ایک روز شدتِ جنگ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ آپ نے غروبِ شمس کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف ان الفاظ میں سخت دُعا فرمائی۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا۔ (بخاری ص ۴۱۰ ج ۱ و ص ۵۹۰ ج ۲ باب غزوۃ الخندق، مسلم ص ۲۲۷ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۶۳)

کہ ان (مشرک) لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے مشغول رکھا (روکا)، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

تنبیہ اندازہ کیجئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے تبلیغی سفر میں اوباش کفار کی خشت باری سے لہولہان ہو جاتے ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام ربانی وحی سے ان کفار کو پیس کر رکھ دینے کی پیش کش کرتے ہیں، اس کے جواب میں آپ صرف ہدایت کی دُعا فرماتے ہیں۔ (معروف احادیث کا مضمون) اور یہاں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر آپ کو اس قدر سخت قلبی صدمہ پہنچتا ہے کہ ان کفار کے خلاف سخت ترین دُعا فرماتے ہیں۔

دھیان کیجئے کہ وقت پر نماز پڑھنے کا آپ کے یہاں کیا مقام تھا اور اس کا کتنا اہتمام تھا۔

نمازِ خوف کی احادیث سے اوقاتِ نماز کی اہمیت

(۱۵۷) قرآن عزیز کی سورہ نساء پ ۵ ع ۱۰ میں نمازِ خوف کی کیفیت اور اس کے اصول و آداب بیان کئے گئے ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث میں "باب صلوٰۃ الخوف" کے عنوان کے تحت نمازِ خوف کی درجنوں مرفوع صحیح احادیث مذکور ہیں۔ جن سے

واضح ہوتا ہے کہ میدانِ جہاد میں اور عین جنگ کے وقت بھی نماز کی کیفیت میں تو تخفیف کی گنجائش ہے اور نماز میں چلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حد تک وقت کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

(۱۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا لِمِیْقَاتِھَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ۔

(بخاری ص۲۲۸ ج۱، مسلم ص۴۱۷ ج۱، مشکوٰۃ ص۲۲۳، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں۔

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی صَلٰوۃً لِوَقْتِھَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ۔

(نسائی صفحہ ۴۴ جلد ۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن ــــــ (حجۃ الوداع میں) آپ نے عرفات میں ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کرکے پڑھا۔)

ف : حجاج کرام کے لیے عرفات میں ظہر وعصر ــــ کی جمع حقیقی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع حقیقی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی جمع حقیقی کی صورت میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے نہیں پڑھا۔

(۱۶۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ عَلٰى مَنْ لَّمْ يُصَلِّ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى۔	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے، محض اس شخص کی کوتاہی ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دے۔

(مسلم صفحہ ۲۳۹ جلد اول باب قضاء الصلٰوۃ الفائتۃ)

(۱۶۱) سُئِلَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا التَّفْرِيْطُ فِى الصَّلٰوةِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰى۔	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں کوتاہی کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنا تفریط (کوتاہی) ہے۔

(طحاوی صہ ۱۳۳ جلد ۱، بسند صحیح)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

(ترمذی صہ ۲۶ جلد اول، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین)

تنبیہ: اس حدیث میں ایک راوی حنش بن قیس ضعیف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ و بعض محدثین رحمہم اللہ نے اس اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس کا مضمون صحیح ہے، قرآن و حدیث کی مذکورہ بالا نصوص (اضاعت صلوٰۃ، سہو عن الصلوٰۃ، تفریط

فی الصلوٰۃ" کے مطابق ہے۔

اس کے علاوہ محدث ابن کثیرؒ نے تفسیر میں، اور امام حاکمؒ نے اس حدیث کو حسن وقوی تسلیم کیا ہے۔

(معارف السنن شرح الترمذی صـ ۱۶۶ جلد ۲)

(۱۶۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی صوبوں کے ذمہ دار حکام کو ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ متنبہ فرمایا تھا۔

اِنَّ الْجَمْعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ کَبِیْرَۃٌ مِّنَ الْکَبَائِرِ۔	کہ دو نمازوں کو (بلا عذر) ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔

(موطا امام محمدؒ صـ ۱۳۲، سنن بیہقی صـ ۱۶۹ جلد ۳)

(۱۶۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ مِنَ الْکَبَائِرِ۔	بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۹ جلد ۲)

محدث ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے "جمع بین الصلوٰتین" (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے) کا ذکر آیا ہے اور بعض ائمہ کرامؒ نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے، ان کے ہاں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر وعصر کی نمازوں کو عصر کے وقت میں اکٹھے پڑھنا اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے اور درست ہے۔

ائمہ احنافؒ اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی حدیثیں جمع صوری و جمع عملی پر محمول ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے ظہر کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عصر کی

نماز اپنے اوّل وقت میں ادا کی جائے، اس صورت میں ہر نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوگی، لیکن صورت وعمل کے لحاظ سے دونوں نمازیں اکٹھی ادا ہوں گی۔ اسی طرح مغرب کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز اپنے اوّل وقت میں پڑھی جائے، اس کو جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورتِ عمل تھی، سفر بہت طویل تھا، موسم سخت گرم تھا، طہارت و وضو کے لیے پانی کی قلت تھی، اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اُترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا۔ اس لئے جمع صوری کی شکل میں تخفیف فرمائی گئی۔

بہر حال مؤخر الذکر مکتبِ فکر کی تحقیق میں جمع بین الصلوٰتین والی احادیث کا محمل یہی جمع صوری وعملی ہے۔ یہی توجیہ وتطبیق درج ذیل وجوہ اور شواہد و قرائن کی بنا پر راجح ہے۔

پہلی وجہِ ترجیح: اوقاتِ نماز کی تعیین و تحدید قطعی فرض ہے، جو قرآنِ مجید کی متعدد آیات، بیسیوں متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ جَمع بَیْنَ الصَّلوٰتَیْن۔ کی حدیثیں اَخبارِ آحاد ہیں۔ قرآنی آیات اور متواتر احادیث کے معارضہ و مقابلہ میں خبرِ واحد واجبُ التّاویل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان اخبارِ آحاد کو جمع صوری وعملی پر محمول کرنا ضروری ہے۔ تاکہ قطعیات کی مخالفت نہ ہو ظنی دلیل کی خاطر قطعیات کی تخصیص وتاویل کرنا قرینِ انصاف نہیں۔

دوسری وجہِ ترجیح: بعض احادیثِ جمع کے الفاظ بھی جمع صوری کی طرف مشیر ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے مغرب

وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَآءَ۔

کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔

(مسند امام احمد ۱۳۵/۶، طحاوی ج۱ ۱۲۲/۱، مستدرک حاکم بسند حسن)

(۱۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔

كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ فَنَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهٖ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ۔

(ابوداؤد ص۱۶۸/۱ باب الجمع بین الصلوتین، دارقطنی ص۳۹۳ جلد اول بسند صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک سفر میں غروبِ شفق سے قبل سواری سے اُترے مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروبِ شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپؐ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جمع صوری کی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

(۱۶۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَعَلَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَيُصَلِّي الْعَصْرَ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

(طبرانی اوسط)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (و تمام صحابہؓ) ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھتے۔

یہ مرفوع حدیث بھی جمع صُوری وعملی پر صریح دلیل ہے۔

(۱۶۸) حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی موا حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعد رض کوفہ سے مکہ مکرمہ سفر حج پر جا رہے تھے۔

نَحْکَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ یُؤَخِّرُ مِنْ ھٰذِہٖ وَیُعَجِّلُ مِنْ ھٰذِہٖ وَیُصَلِّیْھِمَا جَمِیْعًا وَ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَ یُعَجِّلُ الْعِشَاءَ ثُمَّ یُصَلِّیْھِمَا جَمِیْعًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے عشاء کو مقدم کرتے، پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۷ جلد ۲ ، باب من قال یجمع المسافر بین الصلوتین و اللفظ لہ۔ مصنف عبدالرزاق صفحہ ۵۴۹ جلد ۲ ، طحاوی صفحہ ۱۲۳ جلد ا بسند صحیح)

تیسری وجہ ترجیح

پورے ذخیرۂ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے صرف انہی دُو نمازوں کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے جن کی وجہ سے جمع صوری وعملی پر عمل ہو سکتا ہے اور وہ صرف ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں، باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر و ظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر و مغرب یا عشاء و فجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا مکروہ وقت ہے، ان تینوں صورتوں میں جمع صُوری ممکن نہیں ہے۔

ان تین صورتوں میں جمع بین الصلوتین کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی نہیں ہے اور باجماع اُمت جائز ہی نہیں ہے، حالانکہ جمع حقیقی ان سب صورتوں میں ممکن ہے۔

اگر جمع حقیقی جائز ہوتی تو ان تمام صُورتوں میں جمع کا عمل احادیث سے ثابت ہوتا اور دُو بالاتفاق جائز بھی ہوتا، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے اس تفصیل سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے

ہوگئی کہ احادیثِ جمع بین الصلوٰتین کا محمل و مصداق صرف اور صرف جمع صوری و عملی ہے۔
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صـ ۱۴۸ جلد ۷ و مابعد و فتح الملہم صـ ۲۶۱ جلد ۲ و معارف السنن صـ ۸۱ جلد ۴ و اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک صـ ۲۶۰ جلد ۱)

اذان کی عظمت و اہمیت

اذان دراصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے۔ حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت مسجد سے نشر کی جاتی ہے، بار بار اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور توحید و استحقاقِ عبادت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۰	کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۔	بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں
	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کا تکرار کے ساتھ اعلان ہے۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں گواہی
	دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
	کے رسول ہیں۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	کامیابی کی طرف آؤ،
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	کامیابی کی طرف آؤ،

کہ نماز حقیقت میں دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ ہے، اس میں دنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے، آخر میں مکرر اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور استحقاقِ عبادت کا اعلان ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۶۹) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ	اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ
اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِکَ	(کافر) اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں، یہ
بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ؕ (المائدہ ۵/۵۸)	اس وجہ سے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب و احترام لازم ہے۔

(۱۷۰) اور ارشادِ باری ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا	اے اہلِ ایمان جب جمعہ کے دن نماز کے
نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ	لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا	چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے
الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ	لیے بہتر ہے، اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعۃ ۶۲/۹)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار بند کر دینا لازم ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مؤذن

وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(بخاری ج۱ ص۸۶، مشکوٰۃ ص۶۴)

کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جن اور انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دے گی۔

بلاشبہ مؤذن صاحبان کی یہ بڑی قابلِ رشک منقبت وفضیلت ہے کہ وہ تمام مخلوق جو اس کی اذان سنتی ہے، قیامت کے دن اس کی عظمت و رفعت کی گواہی دے گی۔

(۱۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، ۱ وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا۔ ۲ وہ شخص جس نے قوم کی امامت کی، اور وہ قوم اس سے راضی ہے اور ۳ وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے۔

(ترمذی باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح ج۲ ص۲۰، مشکوٰۃ ص۶۵)

(۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ثواب کے لئے سات سال اذان دی اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی گئی۔

(ترمذی ص۲۹ جلد اول، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۶۵)

(۱۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰى صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّ يَابِسٍ۔ (مشکوٰۃ ص۶۵، ابوداؤد ج۱ ص۸۳، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مؤذن کے لئے اس کی آواز کی انتہا تک مغفرت کی جاتی ہے، اور ہر تر و خشک چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے اذان کی یوں تعلیم دی۔

(۱۴۵) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ......

فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو کہہ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا، آپ

أنْدَى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ وَيَقُوْلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(ابو داؤد ج۱ ص۷۹ باب کیف الاذان)

نے فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ آپؐ نے مجھے فرمایا) تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے (سنے) ہیں، وہ اذان دیں، کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلالؓ کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے گھر میں یہ آواز سنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا، بے شک میں نے ویسے خواب دیکھا جیسے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دکھلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فللہ الحمد۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمۃ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِي صَحِيْحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۷۶ جلد۳، للنووی۔ نصب الرایہ ص۲۵۹ جلد اول للامام زیلعیؒ، التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص ۱۶۱ جلد۳، للحافظ ابن حجر شافعیؒ)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں، پھر ان کو زیادہ

بلند آواز سے دو دو مرتبہ کہا جائے، مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "التحقیق" میں لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ ھُوَ اَصْلُ التَّاذِیْنِ وَلَیْسَ فِیْہِ تَرْجِیْعٌ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ التَّرْجِیْعَ غَیْرُ مَسْنُوْنٍ۔ (نصب الرایہ صـ ۲۶۲ جلد ۱)

یعنی حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل بنیاد ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

(۱۷۶) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، بلکہ رئیسُ المؤذنین تھے، ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔

(مغنی ابن قدامۃ حنبلی صـ ۴۱۶ جلد اول، معارف السنن شرح الترمذی صـ ۱۸۵ ج ۲)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد صـ ۴۳ جلد ۴ پر مروی ہے، اس حدیث کے اخیر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ اَمَرَ بِالتَّاذِیْنِ فَکَانَ بِلَالٌ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یُؤَذِّنُ بِذٰلِکَ۔

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا، تو حضرت بلالؓ انھی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلالؓ کی اذان حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

(۱۷۷) حضرت عبد اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔ (اوجز المسالک صفحہ ۱۸۶ جلد اوّل شرح مؤطا امام مالکؒ)

(۱۷۸) حضرت سعد قُرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قُبا کے مؤذن تھے آپ کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دار قطنی صفحہ ۲۳۶ جلد اوّل)

(۱۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّمَا کَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

(ابوداؤد ص ۸۳ ج ۱، نسائی ص ۱۰۳ ج ۱، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، مسند ابوعوانہ، نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

اس حدیث کی سند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ

کہ یہ سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دال ہے۔

ف: ۸ھ میں غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے، محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رضی نو مسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہلِ مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لیے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ اُن کی خصوصیت تھی، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلال رضی اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرام رضی کو بھی ضرور اس کا امر کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(فتح الملہم ص ۵ ج ۲ شرح صحیح مسلم، معارف السنن ص ۱۸۲ ج ۲ شرح ترمذی)

صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کا اضافہ

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا،

(۱۸۰) فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اگر صبح کی نماز ہو تو (اذان کے آخر میں) کہو، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۷۲ ج۱، باب کیف الاذان وصحیح ابن حبان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸۱) مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ (دارقطنی ص۲۴۳ ج۱، بیہقی، صحیح ابن خزیمہ)

یہ بات سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو اس کے بعد کہے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

محدث بیہقی رحمہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۶۴ جلد ۱، الدرایہ ص۱۱۴ جلد اول) محدث ابن السکن نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر ص۱۶۸ ج۳ علی شرح المہذب)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۸۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ ، ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ،
قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
قَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ
دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

(مسلم ج۱ صـ۱۶۷ ، مشکوٰۃ صـ۶۵)

مؤذن کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
(اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے:
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر مؤذن
کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو
جواب دینے والا کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر مؤذن کہے اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو جواب دینے
والا کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
پھر مؤذن کہے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ تو
جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر مؤذن کہے حَيَّ
عَلَى الْفَلَاحِ تو جواب دینے والا کہے:
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔
پھر مؤذن کہے ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ تو جواب دینے والا کہے اللہ اکبر اللہ اکبر
پھر مؤذن کہے لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ ، تو جواب دینے والا کہے:
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہ کہنا دل (خلوص)
سے ہو تو جواب دینے والا جنت میں جائیگا

ف : اذان کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بُلاوا ہے ۔
دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت اور دینِ حق کا منشور ہے ۔ پہلی حیثیت سے اذان سُننے

ذلئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز کی تیاری کرے اور نماز باجماعت میں شریک ہو، دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اذان سُنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو کی اور اس آسمانی منشور کے ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے۔ اس طرح پوری اسلامی آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔ اس لئے اس جواب پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (معارف الحدیث ج۳ ص۱۶۵ مختصراً)

اذان کے بعد کی دُعا اور اس کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

(۱۸۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سُنتے وقت یہ دُعا کرے "اے اللہ! اس اعلانِ کامل اور نماز قائمہ و المہ کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، قیامت کے دن اس شخص کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

(بخاری ص۸۶ جلد اول، باب الدعاء عند النداء و سنن اربعہ)

بیہقی کی ایک روایت میں مذکورہ دُعا کے آخر میں "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(فتح الباری، شرح بخاری ص۷۸ جلد ۲، فتح القدیر شرح الہدایہ ص۲۱۸ جلد اول)

اقامت کے سترہ کلمات

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۸۴) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَ کَلِمَۃً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رض کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

آگے اسی حدیث میں ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۸۰ جلد اول، باب کیف الاذان، ابن ماجہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید شافعیؒ اپنی کتاب "الامام" میں فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا السَّنَدُ عَلٰی شَرْطِ الصَّحِیْحِ۔ (نصب الرایہ ص۲۶۸ ج۱)

کہ یہ سند صحیح کی شرط پر ہے اور معتبر ہے۔

(۱۸۵) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔ وَالْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَۃَ کَلِمَۃً۔

(ترمذی ص۲۷ جلد اول، باب ماجآء فی الترجیع فی الاذان، نسائی، دارمی)

یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ (ترمذی ص۲۷ جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۴ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتے سے اذان و اقامت سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تائید فرمائی تھی، اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

فَاَذَّنَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی مَثْنٰی۔ کہ اذان دو دو کلمے کہی اور اقامت دو دو کلمے کہی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱، سنن بیہقی ص۴۲۰ ج۱ باب ما روی فی تثنیۃ الاذان والاقامۃ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید الشافعیؒ "الامام" میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔ کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف و مشہور کتاب المحلّٰی ص۱۵۸ ج۳ میں لکھتے ہیں:۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ فِیْ غَايَةِ الصِّحَّةِ۔ کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۲۶۷ ج۱)

(۱۸۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔ الخ

یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے، لیکن حیّ علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ کیا۔

(ابوداؤد ص۸۲ ج۱، باب کیف الاذان ومسند احمد)

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور

سند سے یوں مروی ہے۔

اِنَّہٗ رَاٰی الْاَذَانَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَۃَ مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ عَلِّمْھُنَّ بِلَالًا۔

عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سنے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

(الخلافیات للامام بیہقیؒ)

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۵ ج۱ میں فرماتے ہیں:۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

(۱۸۹) حضرت اسود تابعیؒ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ بِلَالًا کَانَ یُثَنِّی الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَۃَ۔

حضرت بلالؓ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ص۲۴۲ ج۱، طحاوی ص۸۰ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۶۶ طبع ملتان)

(۱۹۰) حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں۔

اِنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُؤَذِّنُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دارقطنی ص۲۴۲ ج۱، طبرانی بسند لین، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۱) حضرت عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

یعنی حضرت ابو محذورہؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ص۸۱ ج۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۲) حضرت سُوَیدؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى۔

یعنی حضرت بلالؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ص۸۰ ج۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۳) حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے۔

يُثَنِّي الْاِقَامَةَ۔

حضرت سلمہ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دارقطنی ص۲۴۱ ج۱ بسند صحیح، آثار السنن ص۶۵)

(۱۹۴) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔

كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى۔

حضرت ثوبانؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی صفحہ ۸۱ جلد اول بسند مرسل، آثار السنن ص۶۸)

ف: بعض صحیح احادیث میں افراد اقامت کا امر اور ذکر ہے۔ یعنی اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ (صحاح ستہ)

بعض محقق علماء نے مذکورہ بالا "تثنیہ اقامت" والی متواتر احادیث کی روشنی میں یہ توجیہ کی ہے کہ اقامت کا افراد بیان جواز پر محمول ہے، اور تثنیہ اقامت والی احادیث افضلیت و سنت پر محمول ہیں۔ خاص طور مسجد نبویؐ کے رئیس المؤذنین

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تاحیات تثنیہ اقامت پر عمل کرنا اس کی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔
(فتح الملہم ج۲ ص۲۵، شرح صحیح مسلم)

اقامت کا جواب

اذان کے جواب ہی کی طرح اقامت کا جواب بھی مسنون ہے اور جواب میں اقامت کے کلمات دہرانے چاہئیں لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا کہنا چاہیے۔

(۱۹۵) ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۵، مشکوٰۃ ص۶۶ باب فضل الاذان)

نوٹ: حضرت عمرؓ کی یہ حدیث نمبر ۱۸۲ پر گزر چکی ہے۔

حضرت بلالؓ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا (اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھیں) اور باقی اقامت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے کہا جیسے اذان کا جواب حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۶) وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر ۴)

اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

(مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طہارت کے بغیر نماز مقبول نہیں۔

ف : وضو، غسل، طہارت کا بیان قدرے تفصیل سے آغازِ کتاب میں درج ہے۔

نماز میں ستر عورت فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۸) خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝ (الاعراف ۳۱)

مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر مقبول نہیں۔

(ابو داؤد ص۱۰۱ ج۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص۷۳، مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ص۲۲۴ ج۱ شرح ہدایہ)

استقبال قبلہ فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۰) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (البقرہ ۱۴۴ پ۲)

پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیجیے۔

(۲۰۱) وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۔ (البقرہ ۱۴۴ پ۲)

اور تم جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنا رُخ اِسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

(۲۰۲) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ ۱۴۹ پ۲)

اور آپ جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) نکلیں (نماز میں) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف رکھیں۔

قرآنِ مجید کے دوسرے پارے کے آغاز میں مسجد حرام اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم پانچ مرتبہ دھرایا گیا ہے۔ بار بار یہ تاکید اس لئے فرمائی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

نوٹ : ریل گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی نماز کی صحت کے لئے استقبال قبلہ فرض ہے۔ ترکِ فرض کی صورت میں نماز صحیح نہیں ہو گی سفر میں بعض مسلمان بھائی لاعلمی سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں، اس لئے یہاں پر توجہ دلا دی ہے۔

(۲۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو مکمل کر! پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ۔

(بخاری ۹۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ۵۶، مسلم ص۱۷۰ جلد اول)

نماز کی نیّت فرض ہے

حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۰۴) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ص ۲ جلد اول وبقیہ صحاح ستہ، مشکوٰۃ ص۲)

نیت دِل کے ارادہ کا نام ہے، دِل سے جان اور سوچ لے (مثلاً) ظہر کے فرض پڑھتا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ ہاں قلبی نیت کے استحضار کے لئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے۔

(فتح القدیر صہ ۲۳۲ جلد اول، فتاویٰ عالمگیری صہ ۵۶ جلد اول)

نماز میں قیام فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۵) وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۞ (البقرہ ۲۳۸/۲)

اور (نماز میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

(۲۰۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا۔

مجھے بواسیر کی شکایت تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق عرض کیا (کہ کیسے پڑھوں) آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(بخاری صہ ۱۵۰ جلد اول، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ)

نوٹ: ریل گاڑی، جہاز وغیرہ میں بھی فرض نماز میں قیام فرض ہے، بدوں مجبوری فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ ہاں نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔

تکبیرِ تحریمہ فرض ہے

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۲۰۷) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۞ المدثر ۳/۷۴

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

(۲۰۸) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلیٰ ۱۵/۸۷)

اور اپنے رب کا نام لیا، پس نماز پڑھی۔

(۲۰۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ۔ ہے کہ نماز کی تحریمہ تکبیر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی صہ ۳ جلد اول، دارمی)۔

نماز کا طریقہ

نمازی رُوبقبلہ ہوکر نماز کی نیت کرکے تکبیرِ تحریمہ کہے۔

(۲۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے تھے۔

(مسلم صہ ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۱) حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللهُ اَكْبَرُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قبلہ کی طرف رُخ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ صہ ۵۸ سند حسن، آثار السنن صہ ۸۱)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائے

اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

(۲۱۲) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

(مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۳) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ۔

یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر کرتے۔

(مسلم صـ ۱۶۸ جلد اول و مشکوٰۃ صـ ۷۵)

(۲۱۴) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول، مسلم صـ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صـ ۷۵)

ف : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اُوپر والے حصوں کے برابر ہوں"۔ (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

علمائے احناف نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا ہے۔ علامہ قاری فرماتے ہیں۔

ھُوَ جَمْعٌ حَسَنٌ۔

کہ یہ اچھی تطبیق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۴ جلد ۲، بذل المجہود جلد ۲ شرح ابوداؤد)

عورت سینے کے برابر ہاتھ اُٹھائے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حَذْوَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر کیجئے اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر کرے۔

(طبرانی، کنز العمال صفحہ ۱۷۵ جلد ۴)

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا فَیَأْخُذُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ پکڑتے (ترمذی ص۳۴ ج۱، ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵) وقال الترمذی حدیث حسن۔

(۲۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ۔

لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔

(بخاری ص۱۰۲ ج۱، باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ، موطا امام مالکؒ)

(۲۲۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

(نسائی ص۱۴۱ ج۱، ابوداؤد، مسند احمد)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی اور پہنچے اور بازو پر رکھا۔

ف: بعض ضعیف اور موقوف روایات میں ارسالِ یدین (ہاتھ چھوڑنے) کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا صحیح مرفوع احادیث کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

(۲۲۲) قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ جلد ۱)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ، اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۰)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ محدث قاسم بن قطلوبغا

تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ — کہ یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابوالطیب المدنی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ — کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد السندھی المدنی رح طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔ — کہ اس حدیث کے راوی ثقہ اقابل اعتماد ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ (بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۲۳ ج۲، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۲۱۳ جلد اول، آثار السنن ص۹)۔

اس کی تائید و استشہاد کے درجہ میں درج ذیل روایات و آثار بھی ہیں۔

(۲۲۳) خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ — ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔

(مسند امام احمد ص۱۱۰ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۱ ج۱، دارقطنی ص۲۸۶ ج۲، سنن بیہقی ص۳۱ ج۲)

(۲۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ — نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔

(ابوداؤد بروایۃ الاعرابی)

علامہ علاؤالدین المادرینی ابن الترکمانی رح نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ جلد ۲ طبع مصر)

(۲۲۵) حضرت ابو مجلزؒ تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ بَاطِنَ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ۔

نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۱ جلد اول)

اس کی سند جید ہے۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ ج۲، حافظ ابوبکر مالکیؒ نے بھی التمہید میں ابو مجلزؒ کا مذکورہ مسلک نقل کیا ہے۔ (الجوہر النقی صہ ۳۱ جلد ۲)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں۔ نمازی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف ابن شیبہ ص۳۹۰ ج۱)

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۱)

(۲۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

تین باتیں اخلاقِ نبوت سے ہیں۔ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا[۲] سحری کھانے میں تاخیر کرنا، نماز[۳] میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(محلی ابن حزم تعلیقاً، الجوہر النقی صہ ۳۲ جلد ۲ علی البیہقی)

ف[۱]: بعض روایات میں ناف یا سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔ لیکن محدثین کرام کے ہاں وہ سب روایات متکلم فیہ ہیں اور ضعیف ہیں۔ (آثار السنن صہ ۸۸-۸۹)

[۲] اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ عورت نماز میں اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاتفقوا علیٰ انّ السنّۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانہ استر لھا۔

(السعایہ شرح شرح وقایہ صہ ۱۵۶ جلد دوم)

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعثِ ستر و پردہ پوشی ہے۔

شیخ حلبیؒ المتوفی ۹۵۶ھ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

(کبیری صفحہ ۳۰۱)

سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۲۸) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ (طور ۵۲/۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے۔

ضحاکؒ تابعیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز کے قیام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھا جائے۔

(سُنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبۃ، ابن جریر، ابن المنذر، السعایۃ ۱۶۱ جلد ۲، تفسیر درمنثور صفحہ ۱۲۰ جلد ۶)۔

(۲۲۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تکبیر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ابوداؤد صہ ۱۱۹/۱، ترمذی صہ ۳۳/۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۷۸، مسند احمد)

اس حدیث کی سند قوی ہے، محدث الہیثمی الزوائد صفحہ ۲۶۵ جلد ۲ پر لکھتے ہیں،

رَجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ — مسند احمد کے راوی ثقہ اور معتمد ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (نصب الرایۃ مع الحاشیۃ ص۳۲۱ ج۲)

محدث طیبی شافعی فرماتے ہیں: اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۸ ج۲)

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(دارقطنی وطبرانی)

اس کی سند قوی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اے اللہ! میں آپ کی تسبیح و تحمید کہتا ہوں آپ کا نام بابرکت ہے اور آپ کی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔

(مغنی ابن قدامہ حنبلی ص۵۱۸ ج۱، دارقطنی ص۱۱۳ ج۱، نصب الرایہ ص ۳۲۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

(ترمذی ص۳۳ ج۱، ابوداؤد ص۱۲۰ ج۱، ابن ماجہ)۔

ابوداؤد کی سند حسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۸ ج۲، طیبی)۔

(۲۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔ (طبرانی، نصب الرایہ ص ۳۲۲ جلد ۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (بیہقی)

(۲۳۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے، بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کی غرض سے یہ دُعا اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَجْھَرُ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

(مسلم ص۱۷۲ جلد اول منقطعاً باب حجۃ من قال لایجہر بالبسملۃ، دارقطنی ص۲۹۹ ج۱، طحاوی) اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۳)۔

(۲۳۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی دُعا پڑھتے تھے۔ ابو وائل کہتے ہیں۔

كَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ یُسْمِعُنَا ذٰلِکَ۔ (دارقطنی ص۳۰۰ جلد اول)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہمیں سنا کر یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ۔

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۳)

(۲۳۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(السعایہ صہ ۱۶۰ جلد ۲، سنن سعید بن منصور، المنتقی لابن تیمیہ)

(۲۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(ابن المنذر، المنتقی لابن تیمیہ، البیہقی کذا فی السعایہ صہ ۱۶۰ جلد دوم)

ف: بعض صحیح احادیث میں کچھ اور دعائیں بھی مروی ہیں، جیسے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ اھ

لیکن خلفائے راشدین رض کا عمل بالخصوص لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض کا صحابہ کرام رض کے سامنے اسے جہر سے پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر عمل یا آخری عمل سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دعا راجح اور افضل ہے۔ (المنتقی لابن تیمیہ، فتح القدیر لابن الہمام صہ ۲۵۲ ج ۱)

تعوذ | امام اور منفرد نے قرأت پڑھنی ہے، اس لئے وہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھیں۔

(۲۳۷) ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط (النحل ۹۸/۱۶)	پس جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں۔

(۲۳۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ...... ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے .... پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ

السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔

(ابوداؤد ص ۱۲۰ ج ۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۰۸، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی)

مسند احمد میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہے۔ (السعایہ ص ۱۶۶ ج ۲)

(۲۳۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ..... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

(ابن ماجہ ص ۵۹ باب الاستعاذہ فی الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۷۷)

حضرت جبیر بن مطعم رضہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے پڑھا ..... اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

ف: تعوذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں، سب درست ہیں۔

تسمیہ

حضرت نعیم فرماتے ہیں:

(۲۴۰) صَلَّيْتُ خَلْفَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضہ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(نسائی ص ۱۴۴ ج ۱ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت نعیم تابعی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم سب سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیہقی، دارقطنی اور طحاوی میں بھی ہے۔ محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(نصب الرایہ صہ ۳۲۴ جلد ۱)

(۲۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ صَلٰوتِہٖ۔ (دار قطنی صہ ۳۰۲ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

وَقَالَ الدارقطنی اسنادہٗ لا باس بہٖ۔

ف: تسمیہ بالاخفاء کی حدیثیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے وہ بھی قرارت تسمیہ کی دلیل ہیں۔

تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ فاتحہ) سے نماز شروع فرماتے تھے۔

(بخاری ج ۱ صہ ۱۰۳، مشکوٰۃ صہ ۷۹، باب مایقرا بعد التکبیر)

ف: تعوذ و تسمیہ کا نماز میں پڑھنا تو اُوپر احادیث سے ثابت ہوچکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعوذ و تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ یہ آہستہ پڑھتے تھے۔ البتہ جہری نماز میں فاتحہ جہر سے پڑھتے تھے۔

(۲۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط پڑھتے نہیں سنا۔

(بخاری ص۱۰۳ ج۱، مسلم ص۱۷۲ ج۱)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی تھی جیسا کہ احادیث ذیل سے واضح ہے۔

(۲۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ سے قرأت شروع فرماتے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں۔

(مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

(۲۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مرفوع حدیث نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

فَکَانُوْا لَا یَجْھَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نسائی ص۱۴۴ جلد اول، ابن حبان اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے۔

فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سنا۔

(۲۴۷) یہی حدیث طبرانی اور حلیہ ابونعیم میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

وَكَانُوْا يُسِرُّوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض حضرت عثمان رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔

ان تمام حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (نصب الرایہ صہ ۳۲۷/ج۱، ۳۲۹/ج۱)

(۲۴۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ ......
قَالَ وَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رض وَمَعَ عُمَرَ رض وَمَعَ عُثْمَانَ رض فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهَا۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رض فرماتے ہیں میرے والد صاحب نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے سنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچو...... اور فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ (یعنی جہر سے پڑھتے نہیں سنا)

(ترمذی صہ ۳۳/ج۱ باب الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نسائی صہ ۱۴۴/ج۱ باب ترک الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابن ماجہ صہ ۵۹، طحاوی صہ ۱۱۹ جلد اول)

یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی جلد ۱ ص ۳۳، نصب الرایہ ص ۳۳۲ جلد اول)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْهِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَکْرٍ رض وَعُمَرُ رض وَعُثْمَانُ رض وَعَلِیٌّ رض وَغَیْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا یَرَوْنَ اَنْ یَّجْهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالُوْا وَیَقُوْلُهَا فِیْ نَفْسِهٖ۔

یہ حدیث حسن ہے۔ صحابہ رض و تابعین رح میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔ ان میں سے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض اور دیگر حضرات بھی ہیں، سفیان ثوری رح، عبداللہ بن مبارک رح، امام احمد رح، اسحٰق بن راہویہ رح بھی اسی کے قائل ہیں، یہ سب حضرات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نمازی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اپنے دل میں کہے، یعنی آہستہ کہے۔

(۲۴۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرارت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔

(مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۵۰) (۲۵۱) حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عُمَرُ رض وَعَلِیٌّ رض لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔

حضرت عمر رض، حضرت علی رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔

(طحاوی ص ۱۲۰ جلد اول)

(۳۵۲) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يُخْفِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۳۶ ج ۲، زجاجۃ المصابیح ص ۲۵۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

ف : بعض احادیث میں نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱۔ مذکورہ بالا صحیح احادیث سے منسوخ ہیں۔

۲۔ سند کے لحاظ سے اخفا والی حدیثیں راجح ہیں۔

۳۔ بعض اوقات لوگوں کو بتلانے کے لئے کہ اس مقام پر یا اس وقت یہ چیز پڑھی جا رہی ہے۔ اخفاء والے اُمور میں قدرے جہر کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابُو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آیت ہمیں سنانے کے لئے جہر سے پڑھتے تھے۔

وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا۔

(بخاری ص ۱۰۷ ج ۱ باب اذا اسمع الامام الآیۃ، مسلم ص ۱۸۵ ج ۱ باب القراءت فی الظہر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلِ بصرہ کی تعلیم و اطلاع کے لیے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ کا جہر ثابت ہے۔ (مسلم ص ۱۷۲ جلد اول باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ)

اسی طرح مذکورہ بالا صحیح حدیث، اور خلفائے راشدینؓ کے مسلسل عمل کے قرینہ سے تسمیہ کا جہر بھی کبھی کبھار لوگوں کی تعلیم و اطلاع کے لئے تھا۔

(الناسخ والمنسوخ ص ۵۶ للعلامۃ الحازمی، نصب الرایہ ص ۳۶۱ جلد اول، معارف السنن شرح ترمذی ص ۳۶۸ جلد دوم)

ف : اپنے دور کے بے بدل محدث جمال الدین زیلعیؒ نے چالیس صفحات پر بسم اللہ کے مسئلہ کی نہایت مفصل، مدلل، محقق بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(نصب الرایہ ج۱ ص۳۶۲ الی ص۳۶۳)۔

امام جب نماز میں فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ سورت بھی ملائے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۵۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۵ باب القراءۃ فی الظہر، مسلم ج۱ ص۱۸۵، مشکوٰۃ ص۷۹)

منفرد فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ اور قراءت بھی کرے

(۲۵۴) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ۔

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہووے اور قبلہ کی طرف رُخ کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تو قرآن پڑھے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۳۱ باب من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

یہ حدیث مسند احمد صفحہ ۳۴۰ جلد۴ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ۔ (نصب الرایہ ج۱ ص۳۶۴)

جب تو قبلہ رُخ ہووے تو تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر تو جو چاہے قرآن پڑھ۔

مقتدی امام کی قرأۃ کے وقت خاموش رہے
امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

(۲۵۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الاعراف ۲۰۴ پ ۹)

اور جب قرآن مجید پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، کہ یہ آیت خطبہ و وعظ میں نازل ہوئی یا مطلق قرارت کے سلسلے میں اتری یا نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّھَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ۔ (کتاب القراءۃ ص۳۳ امام بیہقیؒ)

یہ مذکورہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

درج ذیل صحابہؓ و تابعین سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ (تفسیر ابن جریر ص۱۰۳ جلد ۹)، حضرت ابو ہریرہؓ (دار قطنی) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ (تفسیر ابن مردویہ) حضرت مجاہدؒ (بیہقی) حضرت ضحاکؒ، حضرت نخعیؒ حضرت قتادہؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت سدیؒ، حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۱ ج۲)

علامہ ابنِ تیمیہ حنبلیؒ نے اپنے فتاوے ص۱۴۳ جلد ا میں اور علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی ص۶۰۲ ج۱ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّھَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نصب الرایہ ص۱۵ جلد ۲ مع الحاشیہ)

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی۔

جمہور مفسرین نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رُوح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابو السعود، تفسیر خازن وغیرہ میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے کہ آیت کا شانِ نزول نماز ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز میں امام صاحب بالاِجماع قرارت کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اس نصِ قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام صاحب قراءت کرے، تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے۔ اِستَمِعُوا اور اَنْصِتُوا امر کے صیغے ہیں، اور علماء اُصول کے قول کے مطابق مطلق امر وُجوب کے لئے آتا ہے۔

احادیثِ نبویہ وآثارِ صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نماز میں امام صاحب کا فریضہ قراءت کرنا اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ...... وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔

کہ تم میں سے ایک تمہارا امام بنے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو ...... اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم ص ۱۷۴ جلد اول، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

امام مسلم اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور مشائخ وقت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ۔

کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) صرف وہ حدیث درج کی ہے جس پر مشائخ کا اجماع ہے۔

(مسلم ص۱۷۴ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

درجِ ذیل محدثین وفقہاء بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ (مسند احمد صـ۳۸۶ جـ۲، تنوع العبادات صـ۸۶ لابن تیمیہ) امام نسائی رح (بحوالہ فتح الملہم صـ۲۲ جـ۲ وحاشیہ نصب الرایہ صـ۱۵ جلد ۲) مفسر ابن جریرؒ (تفسیر ابن جریرؒ صـ۱۱۰ جلد ۹) علامہ ابن حزم ظاہری (محلی صـ۲۱۰ جلد ۳) محدث منذریؒ (بحوالہ عون المعبود صـ۲۳۵ جلد اول) مفسر ابن کثیر شافعیؒ (تفسیر ابن کثیر صـ۲۸۰ جلد ۲) امام بخاریؒ کے استاذ امام اسحٰق بن راہویہؒ (بحوالہ تنوع العبادات ابن تیمیہ) حافظ ابن حجر شافعیؒ (فتح الباری صـ۲۰۱ جـ۲ شرح بخاری) علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (مغنی صـ۶۰۵ جلد اول) علامہ ابن عبد البر مالکیؒ (بحوالہ نفحۃ العنبر صـ۹۷) علامہ ابن تیمیہ حنبلی (فتاوی ابن تیمیہ صـ۴۱۲ جلد ۲ وتنوع العبادات صـ۸۶) علامہ عینی حنفیؒ (عمدۃ القاری صـ۵۶ جلد ۳ شرح بخاری) اہلحدیث کے راہنما علامہ نواب صدیق حسن خانؒ (بحوالہ عون المعبود صـ۲۲۳ جلد اشرح ابو داؤد) اس حدیث کی صحت کے مزید حوالوں کے لئے فتح الملہم شرح مسلم جلد ۲ صـ۲۲، معارف السنن شرح ترمذی صـ۲۳۹ جـ۳ نصب الرایہ مع الحاشیہ صـ۱۵ جلد ۲، فصل الخطاب علامہ انور شاہ کشمیریؒ صـ۴۴، احسن الکلام صـ۲۳۱ جلد اول محقق العصر علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ؕ

(نسائی صـ۱۰۷ جـ۱، ابن ماجہ، ابو داؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں۔

هُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ ۔ (مسلم صـ۱۷۴ جلد اول)

اہلِ حدیث کے راہ نما شیخ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا ثَبَتَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ۔ (دلیل الطالب ص۲۹۸)

یہ حدیث اہلِ سنن کے نزدیک ثابت ہے اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دراصل مذکورہ بالا صحیح حدیثیں قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی تفسیر و شرح ہیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے امام نسائیؒ نے تاویل قولہٗ عزّوجلّ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فاستمعوا لہٗ وانصتوا لعلکم ترحمون کا عنوان اور باب قائم کر کے حضرت ابوہریرہ رض کی محررہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔ (سنن نسائی ص۱۴۶ ج۱)

(۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقیؒ ص ۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (احسن الکلام ص ۱۳۴ جلد اول)

ان مرفوع صحیح صریح احادیث سے واضح ہوا کہ نماز با جماعت میں قراءت صرف امام صاحب کا وظیفہ و فریضہ ہے مقتدیوں کا وظیفہ اور فریضہ سکوت و خاموشی ہے۔ پھر آیت و احادیث میں امر کا صیغہ ہے، (وَاَنْصِتُوْا) علماء اصول کی تصریح کے مطابق مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا جب امام صاحب قرآن پڑھے تو مقتدی پر لازم و واجب ہے کہ وہ خاموش رہے۔

(۲۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی

الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ۔ شخص کی قرات ہے۔

یہ حدیث تقریباً چالیس ۴۰ سندوں سے مروی ہے۔ اس کی اکثر سندیں معلول ہیں۔ بعض سندیں صحیح، قوی اور معتبر ہیں۔

پہلی قوی سند امام بخاریؒ کے استاذ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو اپنی سند سے روایت کیا ہے (مسند امام احمد صفحہ ۳۳۹ جلد ۳) اس سند کے متعلق حافظ شمس الدین ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں۔

ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ مُتَّصِلٌ یہ سند صحیح متصل ہے اور اس کے تمام رِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ۔ راوی ثقہ اور لائق اعتماد ہیں۔

(شرح مقنع للکبیر برحاشیہ المغنی ص۱۱ جلد ۲ طبع بیروت)

دوسری قوی سند امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاذ محدث ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے اس کو مصنف ابن ابی شیبہؒ ص ۳۷۷ جلد ۱ میں روایت کیا ہے اس سند کے متعلق علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص ۱۵۹ جلد ۲ علی البیہقی پر لکھتے ہیں۔

ھٰذَا سَنَدٌ صَحِیْحٌ یہ سند صحیح ہے۔

تیسری قوی سند امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ محدث احمد بن منیعؒ اپنی سند سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ (مسند احمد بن منیع) محقق ابن الہمامؒ اس سند کے تمام راویوں کی توثیق نقل کر کے لکھتے ہیں۔

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۹۵ جلد ۱)

چوتھی قوی سند امام مسلمؒ کے استاذ عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے جس کے بارے میں مفسر محمود آلوسی بغدادیؒ

لکھتے ہیں :-

عَلیٰ شَرْطِ مُسْلِمٍ - یہ سَنَد صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔ { تفسیر روح المعانی ج پ ۹ ص ۱۵۱ }

پانچویں قوی سَنَد

امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا ص ۹۸ میں یہ حدیث صحیح سَنَد سے روایت کی ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۹۵ ج ۱)

نیز یہ حدیث قوی سَنَد سے کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ کتاب القرارت للبیہقی، طحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔

بہرحال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کی قرارت مقتدی کے لیے کافی ہے، مقتدی کو الگ قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس حدیث میں ایک مُسَلّمَ اُصول وضابطہ کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ وہ اُصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے جس نے اسے نمائندہ قرار دیا ہے۔ تمام دُنیا کے عُقلا اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں، دُنیا بھر کے سفارتی، عدالتی اور تجارتی نظام اسی پر چل رہے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی اسی اُصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت میں قرآن مجید پڑھاتے اور پہنچاتے ہیں۔ پورا قرآن مجید تقریباً تئیس سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں پڑھا اور پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نمائندہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس ساری قرارت کو اپنی قرارت قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَرَأْنَاهُ (القیامۃ ۷۵/۱۸) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے

مطابق امام صاحب کی حقیقی قرارت مقتدی کی حکمی قرارت ہے اور اس کے لئے کافی ہے، اُسے خود قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے ۔ حضرت حضرت ابوبکرؓ مکبّر بنے۔ آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔

وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْبَکْرٍؓ۔	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قراءۃ شروع کی، جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

(ابن ماجہ صـ۸۸)

مسند احمد صفحہ ۲۰۹ جلد اوّل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَرَأَ مِنَ الْمَکَانِ الَّذِیْ بَلَغَ اَبُوْبَکْرٍ مِنَ السُّوْرَۃِ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے اس حصے سے قرارت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچ چکے تھے۔

مسند احمد و ابنِ ماجہ کی سندیں قوی ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۵ صـ۲۶۹ باب الوصایا)

اس قوی حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت قرارت فاتحہ کے بغیر ادا ہوئی۔ ذخیرۂ احادیث میں اس رکعت کے اعادہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اس آخری عمل سے معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز قرارتِ فاتحہ کے بغیر صحیح ہے۔ امام بخاریؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری ج۱ صـ۹۶)	یعنی آنحضرتؐ کا جو آخری عمل ہوتا ہے اُسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

آگے اس سلسلہ میں چند موقوف آثار ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۲۶۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی رَکْعَةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

(ترمذی ج۱ باب ما جاء فی ترک القراءة خلف الامام، موطا امام مالکؒ ص۶۸)۔

جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ (یعنی امام کے پیچھے نماز بدوں فاتحہ درست ہے)۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی ص۴۰ جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ کا حکم امام و منفرد کے لئے ہے مقتدی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی نماز فاتحہ کے بغیر درست ہے۔

(۲۶۲) (۲۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سُنت میں بہت ہی مشہور ہیں آپ کا قول و عمل صحیح سند سے یوں مروی ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَأْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اسکے لیے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قراءت پڑھے اور خود حضرت ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

(موطا امام مالک ص ۶۹، دارقطنی ص ۱۵۴ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ ج۲)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل دو حدیثوں پر مشتمل ہے۔

(۲۶۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی کا ارشاد ہے۔

لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ ۔ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کسی قسم کی قراءت نہیں ہے۔

(مسلم ص۲۱۵ ج۱ باب سجود التلاوۃ، نسائی ص۱۱۱ جلد اول)

اس صحیح حدیث میں ہر قسم کی نماز میں جہری ہو یا سِری مقتدی کے لئے قراءت کی نفی ہے جو فاتحہ اور سورت سب کو شامل ہے۔

(۲۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۲۶۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۲۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ۔ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے۔

(طحاوی ص۱۲۹ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ جلد اول نحوہ)

اسکی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قراءت خلف الامام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سَيَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ ۔ امام کی قراءت تیرے لیے ضرور کافی رہے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۷۶ ج۱، مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ ۔ اس کے راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۱۱۰ جلد دوم)

یہ حدیث صحیح سند سے مؤطا امام محمد ص۹۶، طحاوی ص۱۲۹ جلد اول میں بھی مروی ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

اَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ ... امام میرے آگے ہو تو کیا میں اس کے پیچھے

یدی قال لا۔ (طحاوی ص۱۲۹ ج۱) قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا! نہیں۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۱۱۶)

(۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) حضرت موسیٰ بن عقبہ رح تابعی فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رض كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ۔

حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۹ ج۲ مرسل قوی بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۳ ج۶ باب وجوب القراءۃ للامام ام)

(۲۷۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲ مرسل قوی، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱ دارقطنی، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ فِيْهِ حَجَرٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲، موطا امام محمد ص۹۸، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَيْتَ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ جلد۲، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ فِيْهِ جَمْرَةٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

(موطا امام محمد ص۹۸، جزء القراءۃ ص۱۱ للامام بخاری رح، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

علامہ عبدالحی لکھنوی السعایہ صـ ۲۹۹ جلد ۲ اور التعلیق الممجد صد ۱۰۲ پر فرماتے ہیں۔

"مذکورہ آثار سے مقصود تہدید ہے۔ یعنی ڈرانا دھمکانا"

جیسا کہ متعدد صحیح حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو آگ میں جلا دینے کی دھمکی دی۔

فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ۔ — میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(بخاری صـ ۸۹ جلد ۱، مسلم صد ۲۳۲ ج ۱، مشکوٰۃ باب الجماعت) صـ ۹۵ ج ۱

اسی طرح مذکورہ بالا آثار میں صحابہ کرامؓ نے بھی قرارت خلف الامام سے ممانعت کے سلسلہ میں شدید عنوان اختیار فرمایا ہے، حقیقت مقصود نہیں، بلکہ محض ڈرانا دھمکانا اور ناگواری کا اظہار مقصود ہے۔

ف : حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث ہے۔

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ (صحاح ستہ) — کہ اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

بظاہر اس قسم کی عام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱ : بے شک یہ حدیث عام ہے۔ لیکن دلائل و قرائن کی بنا پر عام کی تخصیص کا قانون سب کے ہاں مسلّم ہے۔ قرآن و حدیث میں تخصیص عام کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ (الملک پ ۲۹ ع ۱) — کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جس کی حکومت آسمان میں بھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں مَنْ کا لفظ عام ہے لیکن اس سے مراد صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ — تم سے پہلے لوگ محض اسلئے ہلاک ہوئے کہ اھ

(بخاری صد ۱۰۰۳ ج ۲)

اس حدیث میں مَنْ کا لفظ عام ہے، اور مراد خاص ہے، یعنی گنہگار لوگ۔

اسی طرح "لاصلوٰة لمن لم یقرأ" اگرچہ عام ہے، مگر مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور صحیح احادیث وآثار کے قرینہ سے اس عام میں تخصیص ہے۔ اس سے مراد منفرد اور امام ہیں، مقتدی اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی شرح میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ۔ (ترمذی صد ۱۲ ج ۱، باب ماجاء فی ترک القرارة خلف الامام)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب کا مقصد یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تب فاتحہ ضروری ہے۔ یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں۔

امام ابوداؤدؒ نے سفیان بن عیینہؒ سے یہی تشریح نقل کی ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُّصَلِّيْ وَحْدَهٗ۔ (ابوداؤد صد ۱۲۶ ج ۱ باب من ترک القرارة فی الصلوٰة)

کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔ مقتدی کو شامل نہیں۔

جواب ۲ اور اگر حدیث لاصلوٰة کو عام رکھا جائے اور کہا جائے کہ یہ مقتدی کو بھی شامل ہے تو پھر آیتِ کریمہ فَاذَا قَرَأْنٰهُ اھ اور حدیثِ مرفوع مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی دلالت سے قرارت کو عام تسلیم کرنا ہوگا، کہ قرارت حقیقی ہو یا حکمی، مقتدی کے لئے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ

اور صحیح حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کی وجہ سے قراءت حقیقی تو ممنوع ہے۔ لیکن صحیح حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی بنا پر قرات حکمی اس کے لئے کافی وافی ہے۔ ے

فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے،

(۲۷۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔

(بخاری صہ ۱۰۸ جلد اول و باقی صحاح ستہ مشکوٰۃ صہ ۷۹)

آمین آہستہ کہنا چاہیئے

حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۲۷۸) اٰمِیْنُ دُعَاءٌ۔

آمین دعا ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۷ جلد اول)۔

اور دعا کا اصول وقاعدہ اخفاء ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

(۲۷۹) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط (الاعراف ۵۵/۷)

عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اپنے رب سے دعا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد رحمانی ہے۔

(۲۸۰) اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ (مریم ۱۹/۳)

جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

ے حاصل یہ ہے کہ قرات دو قسم کی ہے حقیقی اور حکمی، حقیقی قرارت تو مقتدی کے لئے منع ہے اور حکمی قرارت اس کی طرف سے حاصل ہے، جو کافی وافی ہے۔ ۱۲ ف

مشہور مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود آمین آہستہ کہنے کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق وہمنوا ہیں۔ اور اس موافقت کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید سے حنفیہ کا استدلال بہت قوی اور صحیح ہے۔

قَالَ ابُوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اخفاء التامین افضل وقال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اعلانہ افضل واحتج ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علیٰ صحۃ قولہ قال فی قولہ امین وجھان احدھما انہ دعاء والثانی انہ من اسماء اللہ تعالیٰ فان کان دُعَاءً وَجَبَ اخفائہ لِقولِہٖ تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وان کان اسمًا من اسماء اللہ تعالیٰ وجب اخفائہ لقولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیۃ ونحن بھذا القول نقول۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ طبع مصر)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا اظہار کرنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے اپنے قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ وہ دُعا ہے اور دوسری یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دُعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہو تب بھی اس کا اخفا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے دِل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے، سو اگر وجوب ثابت نہ ہو تو استحباب سے کیا کم ہوگا اور ہم بھی اسی قول کے قائل ہیں۔

(۲۸۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالتَّکْبِیْرِ (کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر ...... لوگوں

اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَ مَعَکُمْ الخ

نے بلند آواز سے تکبیر کہی، "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، تم بہری اور غائب ہستی کو تو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم تو اس ہستی کو پکار رہے ہو، جو قریب ہے سُننے والی ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ (لہٰذا تمہاری پکار و دعا آہستہ ہونی چاہیے۔)

یہ حدیث بخاری شریف کے متعدد ابواب میں مروی ہے۔ ملاحظہ ہو، کتاب الجہاد، صہ ۶۰۵ جلد ۳، کتاب الدعوات کتاب القدر، کتاب التوحید اور مسلم صہ ۳۴۶ جلد ۲ کتاب الذکر، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔

(۲۸۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ۔

(مسند احمد صہ ۱۷۲ ج ۱، وصہ ۱۸۰ ج ۱ وابن حبان والبیہقی فی شعب الایمان)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (الجامع الصغیر صہ ۸ ج ۲)

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (السراج المنیر صہ ۲۶۲ ج ۲، طبع مصر)

ایک حدیث میں ہے۔

خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ۔

کہ سب سے بہتر دُعا آہستہ دُعا ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح الملہم صہ ۵۲ جلد ۲ شرح مسلم)۔

قرآن و حدیث کی ان ہدایات کی روشنی میں دُعا کا اصول و ادب اخفاء ہے۔

البتہ جہاں پر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دُعا کے جہر کی تعیین کردی جائے تو وہاں پر جہر ہی مطلوب ہوگا۔

(۲۸۳) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابوداؤد طیالسی، دارقطنی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابویعلیٰ، طبرانی، کتاب القرأت للحاکمؒ)

حضرت وائل بن حُجر رضؓ فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو فرمایا آمین اور اس میں اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

محدث حاکمؒ فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے۔ صحیحُ الاسناد (نصب الرایہ ص ۳۶۹ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۰ جلد ۶)

(۲۸۴) حضرت سُمرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّہٗ حَفِظَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ نے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ہیں۔ ایک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرماتے دوسرا جب آپ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی قرات سے فارغ ہوتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۰ جلد اول باب السکتۃ عند الافتتاح، ابن ماجہ، مسند دارمی نحوہ، مشکوٰۃ ص۷۹)

اس کی سند قوی ہے " علامہ قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۸۰ ج۲ پر لکھتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ

ابن حجرؒ فرماتے ہیں اسکی سند حسن

وسندہ حسنٌ بل صحیحٌ۔ | بلکہ صحیح ہے۔

اس قوی مرفوع حدیث میں دو سکتوں کا ذکر ہے۔ پہلا سکتہ ثناء و دعا کے لئے تھا اور دوسرا سکتہ آمین کے لئے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۸۹ جلد۲)

(۲۸۵) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور آمین میں جہر نہیں کرتے تھے۔

(تہذیب الآثار لابن جریرؒ، شرح معانی الآثار للطحاوی ص۱۵۰ ج۱، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۵۲ ج۶)

(۲۸۶) خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

امام صاحب کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور آمین اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال ص۲۴۹ ج۴، محلی ابن حزم، فتح الملہم شرح مسلم ص۲۵ ج۲، معارف السنن شرح ترمذی ص۴۱۳ ج۲)

(۲۸۷) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ (بلکہ آہستہ کہتے تھے)۔

(مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج۲، طبرانی کبیر، معارف السنن ص۴۱۳ ج۲)

(۲۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

یُخْفِی الْاِمَامُ ثَلَاثًا اَلتَّعَوُّذُ

امام صاحب کو تین چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔

وَبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲؎ وَاٰمِیْنَ ۔ ۱؎ اعوذ باللہ الخ ۲؎ بسم اللہ الخ ۳؎ آمین

(محلی ابن حزم ، تعلیقاً ۔ فتح الملہم شرح مسلم صہ ۵۲ جلد ۲) ۔

(۲۸۹) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں ۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْھِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَسُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَاٰمِیْنَ ۔

امام نماز میں چار چیزیں آہستہ کہتا ہے ۱؎ اعوذ باللہ الخ اور ۲؎ بسم اللہ الخ اور ۳؎ سبحانک اللھم الخ اور ۴؎ آمین ۔

(کتاب الآثار امام محمدؒ صہ ۱۹ ، مسند عبد الرزاق صہ ۸۷ ج ۲ بسند صحیح ، نصب الرایہ ، صہ ۳۲۵ جلد اول ، عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۵۲ جلد ۶ ، مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۴۱۱ جلد اول)

مفسر طبریؒ فرماتے ہیں ۔ آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں ثابت ہیں ، لیکن آمین بالاخفاء راجح ہے ، وجہ ترجیح یہ ہے ۔

اِذْ کَانَ اَکْثَرُ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

کیونکہ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اسی اخفاء پر عمل پیرا تھے ۔

(الجوہر النقی علی البیہقی صہ ۵۸ جلد دوم) ۔

ف : بعض احادیث میں آمین بالجہر کا ذکر ہے ۔ محققین نے مذکورہ بالا دلائل اور احادیث و آثار کے قرینہ سے مختلف توجیہات لکھی ہیں ۔

۱؎ بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے جہر کیا گیا تاکہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ اس مقام پر آمین کہی جاتی ہے ۔ درج ذیل احادیث سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے ۔

(۲۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْہِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف میں جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سنتے ۔

(ابو داؤد صہ ۱۳۴ ج ۱ ، ابن ماجہ)

(۲۹۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَقَالَ اٰمِیْن مَا اُرَاہُ اِلاَّ لِیُعَلِّمَنَاہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہر سے) آمین فرمایا میرے خیال میں آپ ہمیں تعلیم دینا چاہتے تھے (اس لئے جہر کیا)۔

(کتاب الاسماء والکنیٰ صہ۔ ۱۹۷ جلد اول۔ للحافظ ابی بشر الدولابی)۔

یہ حدیث مذکورہ توجیہ کی واضح دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلیؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں، عہدِ نبوت میں مقتدیوں کی اطلاع کے لیے قابلِ اخفاء اُمور کا بعض اوقات جہر کیا جاتا تھا۔

وَمِنْ ھٰذَا اَیْضًا جَھْرُ الْاِمَامِ بِالتَّامِیْنِ۔

اور انہی اُمور میں سے امام صاحب کا جہر سے آمین کہنا بھی ہے۔ انتہیٰ

جیسا کہ پہلے تسمیہ کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کی اطلاع و تعلیم کے لئے قابلِ اخفاء اُمور کا جہر و اظہار بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ظہر یا عصر کی نماز میں قراءت کا جہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بخاری صہ۱۰۵ جلد اول و صہ۱۰۷ و مسلم صہ ۱۸۵ جلد اول)

خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سُبحانک اللّٰھم جہر سے پڑھنا۔

(مسلم صہ ۱۷۲ جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز جنازہ میں (بغرض دُعا) فاتحہ جہر سے پڑھنا۔

(نسائی صہ ۲۸۱ جلد اول)

حضرت ابوہریرہؓ کا اعوذ باللہ جہر سے پڑھنا۔ (کتاب الام صہ۹۳ جلد اول امام شافعیؒ)

تو آمین کا جہر بھی اسی باب میں داخل ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم صہ۵۲ جلد ۲، معارف السنن شرح جامع ترمذی صہ۴۱۰ جلد دوم)

دوسری توجیہ یہ ہے کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں۔ آخری دور کا عمل اور راجح عمل آمین کا اخفاء ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور صحابہؓ و تابعینؒ نے اختیار کیا ہے۔

رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے جب قیام فرماتے پھر تکبیر کہتے، جب رکوع فرماتے۔

(بخاری صہ ۱۰۹ جلد اول و مسلم، مشکوٰۃ صہ ۷۶ جلد اوّل)

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹۳) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

بلاریب وہ اہلِ ایمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

(المؤمنون ۱، ۲/۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا وَلَا يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ ۝

عاجزی و تواضع کرنے والے نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ صہ ۲۱۲)

(۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں باہر تشریف لائے تو فرمایا، کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہو، گویا کہ وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (رفعیدین نہ کرو)۔

(مسلم ص۱۸۱ جلد اول۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد، طحاوی)

یہ صحیح مرفوع قولی حدیث اس بات پر نص ہے کہ نماز کے دوران رفعیدین ممنوع ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون واجب و لازم ہے۔ "فِي الصَّلٰوةِ" کا لفظ تکبیر تحریمہ سے سلام تک کو شامل ہے، تکبیر تحریمہ تو نماز کا آغاز ہے، پھر اس میں رفعیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ بالاجماع وہ اس ممانعت سے خارج اور مستثنیٰ ہے۔ اس کے بعد رکوع وغیرہ ہر مقام کی رفع یدین کو یہ ممانعت شامل ہے۔

(۲۹۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ کو نماز کی عملی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ پھر آپؓ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے) رفعیدین کی۔

(ترمذی ج۱ ص۳۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۱۶، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، نسائی ج۱ ص۱۶۱، محلی ابن حزم ظاہری ج۴ ص۸۸، دارقطنی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ، مؤطا امام محمد، مسند احمد، طحاوی۔)

یہ حدیث حسن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ (ترمذی ص۳۵ جلد اول)

علامہ ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِیْثُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حَزْمٍ۔ (التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص۲۲۲ ج۱ طبع مصر)۔

یہ حدیث، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے اور علامہ ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ...... وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے .... اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

(صحیح ابوعوانہ ص۹۰ جلد دوم و مسند حمیدی ص۲۷۷ جلد۲)۔

محدث ابوعوانہؒ امام مسلمؒ کے شاگرد ہیں۔ اپنی تصنیف "صحیح ابوعوانہ" میں صحیح مسلم پر تحقیقی کام کیا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی مزید سندیں جمع کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص۹۵، ۹۸)

اور امام حمیدیؒ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ و استاذ ہیں۔ (بستان المحدثین ص۲۲۳)۔

الغرض دونوں بزرگ عظیم محدث اور ثقہ ہیں ان کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے، اور ترک رفع یدین پر صریح اور واضح دلیل ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲۹۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آغاز نماز کی (تکبیر تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع یدین نہیں کرتے تھے۔)

(ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، طحاوی، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۸) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَ رضؓ. فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ صرف نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(دارقطنی، بیہقی، کامل ابن عدی)

(۲۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اچھی طرح رفع یدین فرماتے۔

(ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، نسائی، ترمذی)۔

اس حدیث میں صرف تحریمہ والی رفعیدین کا ذکر ہے۔ رکوع کی رفعیدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع" میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۳۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةٍ

سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

در رفع یدین کیا جاتا ہے، جب نماز کے لیے کھڑا

مَوَاطِنَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي جَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ۔

ہو اور جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہ صفا پر، اور کوہ مروہ پر مزدلفہ میں، عرفات میں، جمرات کے پاس۔

اگر نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں رفع یدین ہوتی تو ضرور اُسے بھی ذکر کیا جاتا۔

یہ حدیث ابن عباسؓ سے مرفوع بھی مروی ہے اور موقوف بھی۔

مرفوع حدیث طبرانی، جزء رفع الیدین امام بخاریؒ ص۲۰، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی، میں ہے اور موقوف حدیث مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ جلد اول، مسند بزار میں ہے۔

(وابن ابی شیبہ کی موقوف حدیث حسن ہے۔ (معارف السنن ص ۴۹۵ جلد ۲)

(۳۰۱) نیز یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، مرفوع حدیث جزء رفع الیدین امام بخاریؒ، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی میں ہے۔ اور موقوف حدیث مسند بزار میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(نصب الرایہ ص۳۹۱ ج۱ للزیلعیؒ اور الدرایہ ص ۱۴۸ جلد اول للحافظ ابن حجرؒ)

(۳۰۲) حضرت عبادؒ تابعیؒ سے روایت ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو ابتداءِ نماز میں رفع یدین فرماتے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(الخلافیات للبیہقی، نصب الرایہ ص۴۰۴ ج۱، نیل الفرقدین ص ۱۲۴ للعلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، معارف السنن ص۴۹۶ جلد ۲)۔

یہ حدیث مرسل جید ہے۔ (معارف السنن ص۴۹۶ ج۲، نیل الفرقدین ص۱۲۴)

(۳۰۳) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱، طحاوی ص ۱۳۳ جلد اول)۔

میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں۔

رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول)

محدث المارد ینیؒ یہ حدیث محدث ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی ص۷۵ جلد دوم طبع مصر)

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ جلد ۵ طبع مصر)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔ (طحاوی ص۱۳۳ جلد اول)

(۳۰۴) اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۲۳۶ ج۱، دار قطنی، موطا امام محمدؒ، جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ، طحاویؒ ص۱۳۲ ج۱)

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول) اَثَرٌ صَحِیْحٌ (نصب الرایہ ص۴۰۶ جلد اول)، صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ (عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۵)

حضرت مجاہدؒ تابعی فرماتے ہیں۔

(۳۰۵) صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضؓ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت

اَحْوَالٍ وَ اُحِیْلَتِ الصِّیَامُ ثَلٰثَۃَ اَحْوَالٍ اھ

(ابوداؤد صہ ۸۲ جلد اول باب کیف الاذان، مسند امام احمد صہ ۲۴۶ جلد ۵)

(آگے حدیث میں ان تین تبدیلیوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں تکبیر تحریمہ اور رکوع کے علاوہ بھی نماز کے ہر انتقال اور ہر تکبیر کے ساتھ رفعیدین کا عمل کیا جاتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

سجدہ میں رفعیدین

امام نسائیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین للسجود" سجدہ میں رفعیدین کا باب صہ ۱۶۵ جلد ۱

اور حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

(۳۱۰) اِنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔ (نسائی صہ ۱۶۵ جلد اول)

حضرت مالکؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔

امام نسائیؒ پھر صہ ۱۷۲ جلد اول پر دوبارہ "باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولیٰ" قائم کر کے حضرت مالکؓ کی مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں۔

نسائی کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتح الباری صہ ۱۸۵ جلد دوم)

سجدہ میں رفع یدین درج ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(۳۱۱) حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث۔ (مسند ابویعلی، سند صحیح)

(۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی مرفوع حدیث۔ (طبرانی، سند صحیح)

(۳۱۳) حضرت وائل بن حجرؓ کی مرفوع حدیث۔ (دارقطنی، سند صحیح)

(۳۱۴) حضرت ابن عباس رضؓ کی مرفوع حدیث۔ (نسائی)

(۳۱۵) حضرت ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث (ابن ماجہ)

دوسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۱۶) وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔

(ابو داؤد صہ ۱۱۶ جلد اول، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ ۲۰۲ جلد اول) یہ رفع یدین

(۳۱۷) حضرت ابن عباسؓ (۳۱۸) حضرت مالک بن حویرث کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جو نسائی اور طحاوی میں مروی ہیں۔ (اوجز المسالک صہ ۲۰۲ جلد اول)

تیسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

" باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین ہ

دو رکعت کے بعد اُٹھتے وقت رفع یدین کا باب۔

پھر اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث لائے ہیں۔ جو مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔

(۳۱۹) اِنَّ ابْنَ عُمَرَؓ کَانَ...... وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَؓ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمرؓ ...... جب دو رکعت سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور مرفوع بیان کیا ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۲ جلد ۱، طبع اصح المطابع، ابو داؤد)

نیز یہ رفع یدین (۳۲۰) حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث اور (۳۲۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

(ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ)

نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔ (مسند امام احمد)

(۳۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کے متعلق ہے، اس میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد ص ۱۱۵ جلد اول)

حاصل کلام جس طرح ان مختلف مقامات کی رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ کے ہاں دوسری صحیح احادیث کے قرینہ سے ابتدائی دور پر محمول ہے اور متروک و منسوخ ہے۔

اسی طرح رکوع والی رفع یدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود حنفیہ، مالکیہ محققین علماء اور محدثین و فقہاء کے ہاں مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار کی وجہ سے متروک ہے۔

بالخصوص صحیح مسلم کی قولی مرفوع صحیح حدیث اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ میں تو صراحۃً رفع یدین نہ کرنے کا حکم اور امر ہے۔

رکوع کرنا ارشادِ رحمانی ہے۔

(۳۲۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا (الحج ۲۲) اے ایمان والو! رکوع کرو۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نماز کی حقیقت اور رُوح اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار و اقرار اور اپنی بندگی و عاجزی کا اعتراف ہے۔

سر اُونچا رکھنا تکبر و برتری کی علامت ہے، اس کے برعکس سر جھکانا تواضع و خاکساری کی نشانی ہے۔ اس بندگی و تذلل کا سب سے بڑا مظہر رکوع و سجدہ ہیں، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع و سجود کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

رکوع کی ہیئت و صورت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۵) كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ اُسے نیچے رکھتے لیکن اس کے درمیان رکھتے۔

(مسلم ص ۱۹۴ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۵)

یعنی رکوع میں سر پشت کے برابر رہے نہ اس سے اُونچا ہو نہ نیچے۔

(۳۲۶) حضرت ابو حُمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ ۔

(ترمذی ص ۳۵ جلد اول، ابو داؤد ص ۱۱۰ ج ۱ باب افتتاح الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۷۶)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پس اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے، گویا کہ ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تانت کی مانند بنایا پس دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دُور رکھا۔

(۳۲۷) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتُجْزِیْ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَهْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۶، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہ رکھے۔

رکوع کی تسبیح

(۳۲۸) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْھَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۲)

حضرت عُقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (اپنے عظیم رب نام کی تسبیح کرو) نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسکو اپنے رکوع میں رکھو۔ یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہہ کر اسکی تعمیل کرو۔

(۳۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُہٗ وَذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۳)

ف: رکوع وسجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے۔ سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

رکوع اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

(۳۳۰) ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا — پھر اطمینان سے رکوع کیجئے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۵، مسلم ج۱ ص۱۷۰)

رکوع ناتمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، جو نماز کا رکوع و سجود پورا نہیں کرتا۔ وہ نماز کا چور ہے۔

(مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع کے بعد تسمیع و تحمید کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری ج۱ ص۱۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مقتدی صرف تحمید کہے

امام اور منفرد تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر تسمیع و تحمید دونوں کہیں۔ لیکن مقتدی صرف تحمید کہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث سے

واضح ہوتا ہے۔

(۳۳۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔

(بخاری صفحہ ۱۰۹ جلد اول و مسلم صفحہ ۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ صفحہ ۸۲)۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے

حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے۔

(۳۳۴) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ وَاِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

(ابو داؤد صفحہ ۱۲۹ جلد ۱، و ترمذی صفحہ ۳۶ جلد اول و نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ صفحہ ۸۴ وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم وصححہ ابن حبان (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۳ جلد دوم طبع ملتان باب السجود وفضلہ والسعایۃ صفحہ ۱۹۳ جلد دوم)

نیز اس مضمون کی مرفوع قوی حدیث (۳۳۵) حضرت انس رض سے دارقطنی وبیہقی ومستدرک حاکم میں اور موقوف صحیح حدیث (۳۳۶) حضرت عمر رض کی مسند عبدالرزاق، ابن المنذر، طحاوی میں بھی مروی ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۳۳ جلد ۳ وغیرہ)۔

ف: بعض مرفوع احادیث میں سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ

پر رکھنے کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے یہ حالت عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صـ۳۱ جلد۳)

سجدہ کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۳۳۷) وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ٥ (العلق ۹۶/۱۹)

اور سجدہ کیجئے اور (خدا کا) قرب حاصل کیجئے۔

سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا انتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(مسلم صـ۱۹۱ جلد اول، مشکوٰۃ صـ۸۴)

سجدہ کی ہیئت و آداب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(۳۳۹) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ...... فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَیْنَ کَفَّیْہِ ٥

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

(مسلم صـ۱۷۳ جلد اول و مشکوٰۃ صـ۷۵)

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بُحَیْنَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۰) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ ٥

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے (پہلوؤں سے الگ رکھتے)

(بخاری و مسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳) یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(۳۴۱) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ۔ اور اپنی کہنیاں اٹھا۔

(مسلم ص ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۸۳)

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ

(بخاری ص۱۱۲ جلد اول، مسلم ص۱۹۳ ج۱ مشکوٰۃ ص۸۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں اس بات کا مامور ہوں کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی[۱] اور دونوں ہاتھ[۲] اور دونوں گھٹنے[۳] اور دونوں پاؤں کے اطراف پر، یعنی سجدہ اس طرح کیا جائے کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

سجدہ کی تسبیح

(۳۴۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ص۱۳۳ ج۱ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے بلند پروردگار کی تسبیح کیجیے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھو۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اس پر عمل کرو۔

(۳۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَ ذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہوگیا یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ص۳۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۳۶ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع و سجود و قومہ و جلسہ اطمینان سے ادا کرنا

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا۔

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے، پھر سر اٹھائیے، یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے پھر سر اُٹھائیے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی تمام نماز میں ایسا کیجئے۔

(بخاری ص۱۰۵ جلد اول، مسلم ص۱۷۰ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵)۔

عورت کے سجدہ کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا بِفَخِذَیْھَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ

عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے لپیٹے طور پر چپکا لے کہ اس کے

لَھَا۔ (کنز العمال ج۴ ص۱۱۴، بیہقی، کامل ابن عدی) لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔

(۳۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَۃُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَیْھَا۔ (کنز العمال) کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کا موجب ہو۔ فقہاء اسلام نے اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ صد ۹۲ جلد اول میں ہے:

وَالْمَرْأَۃُ تَنْخَفِضُ فِیْ سُجُوْدِھَا وَتُلْزِقُ بَطْنَھَا بِفَخِذَیْھَا لِاَنَّ ذٰلِکَ اَسْتَرُ لَھَا۔ اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملا لے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے سلسلے میں فرماتی ہیں۔

(۳۴۸) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْرُشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

(مسلم ص۱۹۴ ج۱، مشکوٰۃ صد ۷۵)

(۳۴۹) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَیَثْنِیْ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَقْعُدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

عَلَيْهَا۔ (ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ ص۱۱۳ ج۱) موڑتے اور اس پر بیٹھتے تھے۔

دوسرے سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا

(۳۵۰) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَ إِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ جلد اول، ترمذی ص۳۶ جلد اول، نسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں

(۳۵۱) حضرت ابو حُمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی، پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے نہیں۔

(ابوداؤد ص۱۱۴ جلد اول)

(۳۵۲) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا۔

پس سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پس سیدھے کھڑے ہوئے۔

(مسند امام احمد ص۳۴۳ جلد ۵ واسنادہ حسن)

(۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا۔ (بخاری صہ ۹۸۶ جلد دوم باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے، پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائیے۔

(۳۵۴) حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَالثَّالِثَۃِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۵ جلد ۱ باسناد حسن)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رض کو پایا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اُٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل احادیث میں یہی منقول ہے کہ وہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں (۳۵۵) تا (۳۶۱) حضرت عمر رض، حضرت علی رض، حضرت عبداللہ بن مسعود رض حضرت عبداللہ بن عمر رض، حضرت عبداللہ بن عباس رض، حضرت عبداللہ بن زبیر رض، حضرت ابو سعید خدری رض کی احادیث و آثار مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ صہ ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر صہ ۳۰۸ جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رح نے السعایۃ صہ ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلی رح کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَۃَ اَجْمَعُوْا عَلٰی تَرْکِ جَلْسَۃِ الْاِسْتِرَاحَۃِ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

ف: بعض احادیث میں جلسہ استراحت کا ذکر آیا ہے، مذکورہ بالا احادیث و شواہد کے قرینہ سے وہ حالت عذر (بڑھاپے وغیرہ) پر محمول ہے۔ علامہ ابن

قدامہ حنبلیؒ نے المغنی صہ۵۶۸ج۱ میں اور محدّث ماردینی حنفیؒ نے الجوہر النقی صہ ۱۲۵ جلد ۲ میں اور دیگر اکثر محققینؒ نے یہی توجیہ کی ہے۔ بعض علماءؒ نے اسے بیان جواز پر محمول کیا ہے۔ (مرقات صہ۲۵۷ج۲)

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی مانند ادا کی جائے

حضرت ابو حمیدؓ ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ایک رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

(۳۶۲) ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ — پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرے۔

(ابو داؤد صہ۱۱۳ جلد اوّل، باب افتتاح الصلوٰۃ)

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوّذ نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ ٥

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے قراءت شروع فرما دیتے تھے (اور ثناء وغیرہ کے لئے) خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

(مسلم صہ۲۱۹ج۱، باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرارۃ، مشکوٰۃ صہ۷۸)

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۴) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری صہ۱۰۷ جلد اول، مسلم صہ۱۸۵ جلد اول، مشکوٰۃ صہ۷۹)

قعدہ کی ہیئت قعدہ کی ہیئت وصورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔

(۳۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ (مسلم ۱۹۴/۱، مشکوٰۃ صـ ۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اس حدیث کا اطلاق وعموم دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔

(۳۶۶) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى .... وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا... اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی صـ ۳۸ جلد اول)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی صـ ۳۸ جلد اول)

(۳۶۷) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَاِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔

جب تو سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

(ابوداؤد صـ ۱۳۲ جلد اول، مسند امام احمد صـ ۳۴۰ جلد ۴)

قاضی شوکانی رح نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِي اِسْنَادِهٖ۔

اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَ تَثْنِیَ الْیُسْرٰی۔ (بخاری ج۱ ص۱۱۴، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

نماز کی سُنّت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔

یہ حدیث نسائی ص ۱۷۳ جلد اول میں صحیح سند سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَالْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی۔

نماز کی سُنّت ہے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

ف : صحابی سُنّت کا لفظ بولے تو جمہور علماء کے ہاں اس سے مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۹۶)

ف : بعض احادیث میں تَوَرُّک کا لفظ وارد ہے، تَوَرُّک کی دو صورتیں معروف و مشہور ہیں۔

۱۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ بایاں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

۲۔ دایاں اور بایاں دونوں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

(معارف السنن ص ۹۵ جلد ۳)

تو یہ تورک حالت عذر (بیماری وغیرہ) پر محمول ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ افتراش ہے۔ (اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَ تَثْنِیَ الْیُسْرٰی) تو ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ تو تربع و تورک کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رض نے جواب دیا۔

إِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِي۔ میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے۔

(بخاری صہ ۱۱۴ ج ۱، مؤطا امام مالکؒ صہ ۷۲)

یعنی میں معذور ہوں، پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا اس لئے تورک کرتا ہوں۔"

مؤطا امام مالکؒ صہ ۷۲ میں حضرت ابنِ عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

إِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي۔ میں بیمار ہوں اسلئے تورک کرتا ہوں۔

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں وہ تورک کرے۔

(۴۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

إِنَّهُ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا عورتیں تربع و تورک کرتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفہ)

تَرَبُّع بھی تَوَرُّک کی ایک صورت ہے۔ (اوجز المسالک صہ ۲۵۸ ج ۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی مَرفُوع حدیث صہ ۱۱۶ پر کنز العمال، بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے جس کے الفاظ ہیں: وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا۔

جس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں وہ ہیئت نشست مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ساتر اور پردہ پوش ہو۔"

فقہاءِ اسلام نے یہاں پر بھی اس اصول کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۳ جلد اول میں ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ اِمْرَأَةٌ جَلَسَتْ	اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے
عَلٰى اَلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَ اَخْرَجَتْ	اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے
رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ	کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ پردہ کی چیز ہے۔
لِاَنَّهُ اَسْتَرُ لَهَا	

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اپنا دایاں
فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ...... وَوَضَعَ	ہاتھ دائیں ران پر ..... اور بایاں ہاتھ
يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.	بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۶ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۷۲) وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں ہتھیلی
فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ	اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران
الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسلم صہ ۱۱۶/۱۷۰)	پر رکھتے تھے۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث (۳۷۳) حضرت عاصم بن کلیبؓ عن ابیہ عن جدہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی صہ ۱۹۸ جلد ۲، کتاب الدعوات)

ف: بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے۔ تو وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تشہد کے الفاظ

(۳۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

وَاِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ (بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۱۷۳ ج۱ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

ف: بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیوں کہ باتفاقِ محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہؓ وتابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ما جاء فی التشہد ص ۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث نقل کرکے لکھتے ہیں:

وَھُوَ اَصَحُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ ۝

تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے، صحابہؓ وتابعینؒ میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ

امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی

تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَفْضَلُ لِاَنَّهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ اَشَدُّ صِحَّةً ۔

روایت والا تشہد افضل ہے اس لئے کہ یہ محدثین کے ہاں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے السعایہ ص ۲۲۵ جلد دوم، ص ۲۲۶ جلد ۲ پر مذکورہ بالا تشہد کی ترجیح کی پندرہ وجہیں لکھی ہیں۔

قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھا جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّشَہُّدَ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ وَاٰخِرِھَا...... ثُمَّ اِنْ کَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلٰوۃِ نَھَضَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ تَشَھُّدِہٖ وَاِنْ کَانَ فِیْ اٰخِرِھَا دَعَا بَعْدَ تَشَھُّدِہٖ بِمَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدْعُوَ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

(مسند امام احمد ص ۴۵۹ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی۔ نماز کے اول (وسط) میں اور اس کے آخر میں بھی ...... پھر حضرت ابن مسعودؓ اگر نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور اگر اسکے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتے آپ دُعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

قعدہ میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا

تشہد میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا باتفاقِ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم سُنّت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث سے ثابت ہیں اور سب جائز ہیں۔ علمائے احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی اُنگلی بند کرے، بیچ والی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی اُنگلی کو کھلا رکھے لَآ اِلٰہَ پر شہادت کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ پر رکھ دے۔ حلقہ کی یہ کیفیت قعدہ کے اختتام تک باقی رکھے۔

نمازی جب زبان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس کا دل توحید کے یقین سے لبریز ہونا چاہیئے، اور شہادت کی انگلی سے بھی توحید کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے۔

(۳۷۶) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَ	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں
اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۝	کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا۔

(ابوداؤد ص ۱۴۵ جلد اول، باب کیف الجلوس فی التشہد مسند دارمی، مشکوٰۃ ص ۸۵)

مشکوٰۃ میں ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ کے الفاظ ہیں (پھر اپنی انگلی اٹھائی)۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ موطا ص ۱۰۹ میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ وَهُوَ	لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح کا قول بھی یہی ہے۔

قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رح۔

امام محمدؒ نے اشارہ کا مسئلہ "کتاب المسبحۃ" میں بھی لکھا ہے، حضرت امام ابویوسفؒ نے بھی اشارہ کا مسئلہ "الامالی" میں ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن ص ۹۸ جلد ۳)

ف: (۳۷۵) تا (۳۸۶) اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں بارہ مرفوع حدیثیں مروی ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث مسلم ص ۲۱۶/ج ۱، نسائی ص ۱۴۳/ج ۱، ترمذی باب ماجاء فی الاشارۃ ص ۳۹/ج ۱ میں ہے۔)

۲۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث مسلم ص ۲۱۶/ج ۱، نسائی ص ۱۴۳/ج ۱ باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد، ابوداؤد ص ۱۴۹/ج ۱، مشکوٰۃ ص ۸۵ میں ہے۔

۳ حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱، نسائی ص۱۴۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۵ میں ہے۔

۴ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ترمذی، نسائی میں ہے۔

۵ حضرت سعدؓ کی حدیث نسائی میں ہے۔

۶ حضرت نمیرؓ کی حدیث ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔

۷ حضرت ابوحمیدؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔

۸ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیہقی میں ہے۔

۹ حضرت معاذ کی حدیث طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۰ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰؓ کی حدیث مسند عبدالرزاق، طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۱ حضرت خفافؓ کی حدیث مسند احمد و بیہقی میں ہے۔

۱۲ حضرت اسامہ بن الحارثؓ کی حدیث طبرانی میں ہے۔

علامہ عبدالحیؒ فرماتے ہیں:

وَالْاَخْبَارُ فِی الْاِشَارَةِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ تَکَادُ اَنْ تَکُوْنَ مُتَوَاتِرَةً۔ (السعایۃ ص۲۱۶ جلد دوم)

اور اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں احادیث و آثار حدِ تواتر کے قریب ہیں۔

محقق ابن ہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۷۲ ج۱ پر انکارِ اشارہ کی تردید میں لکھتے ہیں۔

وَھو خلاف الدرایۃ والروایۃ۔

اشارہ کی نفی اور انکار کرنا درایت و روایت کے خلاف ہے۔

فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے۔

فتاوے التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیثؒ، الذخیرہ، المغنیۃ، الحلیۃ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہرالفائق، الخاشیہ المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شرح

مجمع البحرین، مراقی الفلاح، درر البحار، غرر الافکار، البدائع، الملتقط، معراج الدرایۃ، الظہیریۃ، النہایۃ وغیر ذلک۔

(السعایۃ ص۲۱۸ جلد دوم وص۲۱۹، معارف السنن ص۱۰۱ جلد ۳)

تنبیہ: بعض متاخرین حنفیہ نے "اشارہ بالمسبحۃ" کی نفی کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ اشارہ کی کیفیت میں احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن محققین احناف نے اسے رد کر دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھے ہیں۔ بہر حال صحیح مرفوع احادیث سے اشارہ ثابت ہے اور اس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے ساتھ صاحبین بھی اس کے قائل ہیں۔ رہ گیا اشارہ کی کیفیت میں وارد روایات کا اختلاف واضطراب، تو اس کا حل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے اشارہ کی ثابت کیفیتیں اور صورتیں سب جائز ہیں۔ اضطراب وہاں مضر اور عمل سے مانع ہوتا ہے جہاں تطبیق و ترجیح وغیرہ ممکن نہ ہو۔ لیکن یہاں پر تطبیق ممکن ہے کہ تمام صورتیں جائز ہیں اور مختلف کیفیات مختلف اوقات پر محمول ہیں۔ علامہ قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۸ جلد ۲ پر اشارہ کی مختلف کیفیات لکھ کر امام رافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

اَلْاَخْبَارُ وَرَدَتْ بِهَا جَمِيْعًا وَكَاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَصْنَعُ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا۔	یعنی اخبار واحادیث سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح عمل کرتے تھے اور کبھی اس طرح عمل کرتے تھے۔

تو جس طرح رفع یدین کی کیفیت میں روایات واحادیث کا اختلاف واضطراب عمل سے مانع نہیں ہے اسی طرح یہ اختلاف بھی عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض مکتوبات میں احادیث کے اختلاف کی بنا پر اشارہ کی نفی فرمائی ہے۔ لیکن آپ کے بعض صاحبزادوں اور آپ کے بعض

خلفاءؒ نے اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور پوری قوت سے اشارہ کو ثابت کیا ہے۔

اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف کرنے والے ائمہ احناف میں شارح مشکوٰۃ علامہ قاری حنفیؒ، شامیؒ، کنز العمال کے مصنف شیخ علی متقیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے شیخ محمد صادقؒ اور آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد سعیدؒ بھی ہیں۔

نیز شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ شارح مشکوٰۃ، شیخ عبد اللہ سندھیؒ اور محقق ابن الہمامؒ شارح ہدایہ اشارہ کے قائل حضرات میں پیش پیش ہیں۔ اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں لکھے گئے تقریباً تیس ۳۰ رسالے میری نظر سے گزر چکے ہیں۔

نوٹ: اس اہم مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لئے مولانا عبد الحی لکھنویؒ کی السعایہ ص ۲۱۵ تا ۲۲۱ جلد ۲ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۷ ج ۳ تا ص ۱۰۳ ج ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے ہتھیلی کھلی رکھے اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:

(۳۸۹) إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ ۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۶)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

محقق ابن الہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۷۲ جلد اول میں فرماتے ہیں، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا ران پر رکھنا اور انگلیاں بند کرنا بیک وقت ناممکن ہے تو ان میں تطبیق کی

صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرلے۔

(۳۹۰) حضرت عاصم بن کلیبؒ عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَقَبَضَ اَصَابِعَہٗ وَبَسَطَ السَّبَّابَۃَ وَھُوَ یَقُوْلُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص ۱۶۸ جلد ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنی انگلیاں بند کردیں اور شہادت کی انگلی کھول دی اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت اور مضبوط رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا تک انگلیوں کی بندش کی کیفیت کو برقرار رکھتے تھے (السعایۃ ص ۲۳۱ ج ۲)

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۹۱) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا۔

(ابوداؤد ص ۱۴۹ ج ۱، باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نوویؒ فرماتے ہیں۔

رواہ ابوداؤد باسناد صحیح

(شرح المہذب ص ۴۵۴ ج ۳)

ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(۳۹۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَہٗ فَرَأَیْتُہٗ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی

تحریک کہا۔ اُٹھائی تو میں نے آپکو دیکھا کہ آپ انگلی ہلا رہے تھے۔ (نسائی صفحہ ۱۸۷ جلد ۱، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۵)

دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تحریک سے اشارہ کی حرکت مراد ہے، کوئی دوسری حرکت مراد نہیں تو حرکت والی حدیث حرکتِ اشارہ پہ محمول ہے اور نفی حرکت والی حدیث دوسری حرکت کی نفی پہ محمول ہے۔ امام بیہقی نے یہی توجیہہ کی ہے۔ (بذل المجہود صفحہ ۱۲۷ جلد ۲)

آخری قعدہ میں دُرود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۳۹۳) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ (احزاب ۳۳ / ۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

(۳۹۴) حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو دُرود شریف کے ان الفاظ کی تعلیم دی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل پہ رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پہ رحمت نازل فرمائی۔ بیشک آپ تعریف کے مستحق اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پہ برکت نازل فرما، جیسا کہ تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پہ برکت نازل فرمائی، بے شک آپ حمد کے

(بخاری ص ۴۷۷ جلد اول کتاب الانبیاء ‏ ‏ ‏ ‏ لائق اور بزرگ ہیں۔

ایضاً ص ۹۴۰ جلد دوم باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ ص ۸۶)

یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف سے مسلم ص ۱۷۵ جلد اول، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

(۳۹۵) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔

كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا .... فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

جب ہم نماز میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہیں تو درود شریف کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھنے لگو تو یوں کہو:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

(صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، نصب الرایہ ص ۴۲۶ ج ۱)

(۳۹۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهِ.

آدمی التحیات پڑھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر اپنے لیے دعا کرے۔

(فتح الباری ص ۲۶۶ ج ۲، شرح بخاری، مستدرک حاکم ومصنف ابن ابی شیبہ اسنادہٗ صحیحٌ۔)

ف: احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ منقول ہیں مذکورہ بالا الفاظ بخاری ومسلم کی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔ (زجاجۃ المصابیح ص ۲۷۶ ج ۱)

نماز میں درود شریف کے بعد دعا

(۳۹۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ فِيْ صَلوٰتِيْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط

(بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۳۴۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۸۶ و سنن اربعہ)

یا رسول اللہ! مجھے ایسی دُعا تعلیم فرمائیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہو! اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ الخ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا، صرف تو ہی گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ تو اپنی طرف سے اور محض اپنے فضل و کرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ف: احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں، سب درست ہیں۔

نماز کے آخر میں دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہنا

(۳۹۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ

(مسلم ص۲۱۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۷)۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

(۳۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ط یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے

يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رُخسار کی سفیدی دیکھی جاتی۔
(ابوداؤد ص۱۵۰ ج۱ باب فی السلام، نسائی، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یہ حدیث ابن ماجہ میں حضرت عمّار بن یاسرؓ سے مروی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ص۱۲۴ جلد دوم شرح بخاری میں بیسؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں، جن سے نماز کے آخر میں دو سلاموں کی احادیث مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ صَحَابِيًّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمُصَلِّيَ يُسَلِّمُ فِيْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ تَسْلِيْمَتَيْنِ اھ

پس یہ بیسؓ صحابہؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے (اور دونوں طرف سلام بھی پھیرے۔)

ف: بعض مرفوع احادیث میں نماز کے آخر میں صرف ایک سلام کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا متواتر المعنیٰ احادیث کے قرینہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ایک سلام قدرے بلند آواز سے کہا جاتا اور دوسرا معمولی آواز سے۔ تو دو سلام والی احادیث میں اصل واقعہ اور مسئلہ کا ذکر ہے اور ایک طرف سلام والی احادیث میں اختلافِ کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ (معارف السنن ص۱۱۱ جلد۳)

نماز کے بعد مقتدیوں کیطرف متوجہ ہوکر بیٹھنا

حضرت سَمُرَۃ بن جُندُب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے رُخِ انور کے ساتھ ہم پر متوجہ ہوتے۔

بوجہہ۔ (بخاری ص۱۱۷ ج۱، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث مسلم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۲ ج۲)

نماز کے بعد دُعا

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰۱) قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَبَعْدَ الصَّلٰوٰتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔

عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد

(ترمذی ص۱۸۸ ج۲ وقال حسن، مشکوٰۃ ص۱۰۹ باب التحریض علی قیام اللیل)

(۴۰۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو قبلہ سے منہ پھیرا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی۔

اسود عامری ابوداؤد کے راویوں میں سے ہے محدث ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ اور لائق اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے۔ (معارف السنن ص۱۲۳ جلد۳)

نماز کے بعد دُعا کی متعدد قوی حدیثیں مروی ہیں۔
مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث، ابوداؤد ص۲۲ ج۱، نسائی وصححہ ابن حبان والحاکم
حضرت ابوبکرہ رضؓ کی حدیث، نسائی ص۱۹۸ ج۱ وص۱۴۷ ج۲ ۳۱۴ - ترمذی، مسند امام احمد وصححہ الحاکم
حضرت زید بن ارقم رضؓ کی حدیث، ابوداؤد ص۲۱۸ ج۱ حضرت صہیب رضؓ کی حدیث نسائی وصححہ ابن حبان

(فتح الباری ص۱۱۲ ج۱۱ کما فی فتاوی)

ہاتھ اُٹھانا دُعا کے آداب میں سے ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے،

(۴۰۳) سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُہُوْرِہَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِہَا وُجُوْہَکُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنی ہتھیلیوں کو سامنے کر کے دُعا کرو، ہاتھ اُلٹے کر کے دُعا نہ کرو، اور جب دُعا کر چکو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔

(ابوداؤد صفحہ ۲۱۶ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۸)

(۴۰۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب بہت باحیا ہے جب بندہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لٹا دے۔"

(ابوداؤد صفحہ ۲۱۶ جلد اول، ترمذی صفحہ ۱۹۵ ج ۲، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۵)

(۴۰۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔

(ترمذی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۵)۔

(۴۰۶) امام زہری رح کی مرسل روایت ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ صَدْرِہٖ فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اُٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق صفحہ ۲۴۷ جلد دوم)

ف: نماز کے بعد دعا کرنا بالاتفاق مستحب ہے، محدث نووی شافعی رح شرح المہذب صفحہ ۸۸ جلد ۳ پر لکھتے ہیں:

قَدْ ذَکَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْاِمَامِ

ہم نے امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے دُعا و ذکر کا استحباب ذکر کیا ہے اور وہ

وَالْمَامُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ كُلِّ الصَّلَوَاتِ بِلَا خِلَافٍ۔ بالاتفاق تمام نمازوں کے بعد مستحب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد دعاء کے ثبوت کے لئے صحیح بخاری صفحہ ۹۳۷ جلد ۲ میں مستقل باب قائم کیا ہے۔

" بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ " (نماز کے بعد دعا کا باب) اس کی شرح میں حافظ ابنِ حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس عنوان سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو نماز کے بعد دعا کی مشروعیت کے قائل نہیں "

" وَفِيْ هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لَا يُشْرَعُ اھ (فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۱۳ جلد ۱۱)

چند ابواب کے بعد امام بخاریؒ نے دوسرا عنوان قائم کیا ہے " بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ " (دعا میں ہاتھ اٹھانا) اور اس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے مذکورہ بالا دونوں ابواب کے تحت دعا بعد نماز کا مسئلہ احادیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور جمہور کے مسلک کی بھرپور تائید کی ہے۔

نماز کے بعد دعا کے ثبوت میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔

حافظ ابن القیم حنبلیؒ نے "زاد المعاد" میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے نماز کے بعد متصل دعا کا انکار کیا ہے۔ علامہ موصوف کے ہاں سلام کے بعد اوراد و اذکار مسنونہ ادا کئے جائیں ان کے بعد دعا کرنی درست ہے۔

حافظ ابنِ حجرؒ شارح بخاری نے احادیث کی روشنی میں حافظ ابن القیمؒ کے موقف کی تردید کی ہے۔ (فتح الباری صہ ۱۱۳ جلد ۱۱، وصہ ۱۲۱، ۱۱۹ جلد ۱۱)

غیر مقلدین کے رہنما علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوری بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ہمنوا ہیں اور

(ترمذی ص۶۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۶) والسلام پر درود بھیجے۔

محققین محدثین فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ (مرقات ص۳۴۸ ج۲)

بعض علماء فرماتے ہیں، دعا کے اول و آخر دونوں طرف درود شریف پڑھا جائے اس میں دعا کی مقبولیت کی زیادہ توقع ہے۔

مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۲۱۰) وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ٥ (البقرہ ۴۳/۲) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع سے مراد نماز ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر روح المعانی ص۲۴۹ ج۱)

(۲۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے، پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں آگ کے شعلے لے کر اس شخص کو جلا دوں (جو اذان کے بعد بھی) نماز کی طرف نہیں نکلتا۔

(بخاری ص۹۰ جلد اول، مسلم ص۲۳۲ جلد اول)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید دھمکی وجوبِ جماعت کی واضح دلیل ہے۔ باقی آپ نے تارکینِ جماعت کو یہ سزا کیوں نہیں دی؟ اور ارادہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا؟ اس کا جواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے، وہ یہ ہے۔

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحْرِقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے ان گھروں کو جلا کر رکھ دیں۔ (جن کے باشندے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے)

(مسند امام احمد ص ۳۶۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۹۷)

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ۔ (بخاری ص ۸۹ جلد اول و مسلم ص ۲۳۱ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے۔

امامت کا معیار

نماز باجماعت کی امامت ایک اہم دینی منصب ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ امامتِ نماز کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ بلند منصب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی نیابت و خلافت ہے۔

(۱۴۴) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص قوم کا امام بنے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر قراءتِ قرآن میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا

السُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا ۔ (الحدیث)

زیادہ علم رکھنے والا ہو اور اگر علم سنت میں سب برابر ہوں تو پھر ہجرت میں سب سے مقدم اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر والا امامت کرے۔

(مسلم ص ۲۳۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۱۰۰ باب الامامۃ)

وفی مسلم فَاَقْدَمُهُمْ اِسْلَامًا ۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ قدیم الاسلام امامت کرے۔

حاصل یہ ہے کہ کتاب و سنت کے علم، عمل، تقویٰ، محاسنِ اخلاق اور دینی خدمات میں جو سب سے ممتاز ہو وہی اس اہم منصب کے لئے لائق ترجیح ہوگا۔

صفوں کو برابر رکھنے کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ ۔ (بخاری ص ۱۰۰، مسلم ص ۱۸۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص ۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا اقامتِ صلوٰۃ کا جزو ہے۔

صحیح مسلم میں "مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" کا لفظ ہے کہ صفوں کو برابر رکھنا کمالِ نماز ہے۔

صفِ اوّل کی فضیلت

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ وَعَلَی الثَّانِیْ۔

(مسند امام احمد ج ۵ صفحہ ۲۶۲، مشکوٰۃ صفحہ ۹۸)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے بھی، آپ نے فرمایا، بلاریب اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں، صفِ اوّل کے لئے صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے، آپؐ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اسکے فرشتے دُعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ عرض کیا اور دوسری صف کے لیے بھی آپ نے فرمایا اور دوسری صف کے لئے بھی۔

تو آپؐ نے تین دفعہ صفِ اوّل کی فضیلت ارشاد فرمائی، چوتھی مرتبہ دوسری صف کا درجہ ارشاد فرمایا۔

(۲۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَہِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَہَمُوْا۔

(ترمذی ج ۱ صفحہ ۳۱ ماجاء فی فضل الصف الاول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ اس اجر و ثواب کو جان لیں جو اذان دینے اور صف اوّل میں نماز پڑھنے کا ہے پھر بجز قرعہ اندازی کے اور کوئی صورت اُسے حاصل کرنے کی نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

تکبیرِ اُولیٰ پانے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص چالیس دن تک جماعت سے اس طرح نماز پڑھتا رہے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو، تو اُس کے لئے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے، دوسری نفاق سے۔

(ترمذی صد ۳۳ جلد اول، باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

ف: اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عملِ خیر کی چالیس دن تک پابندی خاص تاثیر رکھتی ہے۔

عورت کی نماز گھر میں افضل ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِيْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے کوٹھے والی نماز اسکی صحن والی نماز سے بہتر ہے اور اس کی اندر کی کوٹھری والی نماز اس کے کوٹھے والی نماز سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد صد ۹۱ جلد اول، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، مشکوٰۃ صد ۹۶)

ف: مقصد یہ ہے کہ عورت کی نماز زیادہ سے زیادہ پردہ میں اور گھر کی چار دیواری میں افضل ہے۔

نمازِ وتر واجب ہے،

حضرت بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

(۴۲۰) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا۔

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نمازِ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ ارشاد آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا)

(ابوداؤد ص ۲۰۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۱۱۳)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح القدیر ص ۳۷۱ ج ۱، نصب الرایہ ص ۱۱۲ ج ۲)

تشدید و وعید کا یہ عنوان وجوبِ وتر پر دال ہے۔

(۴۲۱) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

(ابوداؤد ص ۲۰۸ ج ۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۱۲)

(۴۲۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔

(مسلم ص ۲۵۸ ج ۱، سنن اربعہ، مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

(۴۲۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

(ترمذی ص ۶ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۳، ابوداؤد ص ۲۰۷ ج ۱، نسائی ص ۲۴۶)

ان حدیثوں میں امر کا صیغہ ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ اَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ۔ (ترمذی صہ ۶۱ جلد اول، ابوداؤد صہ ۲۰۱ جلد اول، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص نماز وتر سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آئے یا بیدار ہو ضرور پڑھے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ نماز وتر کی قضا واجب اور ضروری ہے۔ اور وجوب قضا وجوب ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ ۴۳۲ ج ۱)

نماز وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ (نسائی صہ ۲۴۸ جلد اول، سند حسن)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۶) يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں چار رکعت پڑھتے ان کے حسن و طول کا کیا کہنا،

اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا۔

پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے حسن و طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیئے، پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص۱۵۴ ج۱، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، مسلم ص۲۵۴ ج۱ باب صلوٰۃ اللیل)

ف : اس حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ یہ تین رکعت نمازِ وتر کی تھیں اور ایک سلام سے تھیں، چنانچہ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: باب کیف الوتر بثلاث" (نسائی ص۲۴۸ جلد اول)

(۴۲۷) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ محدث نسائیؒ کے ہاں حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا بخاری و مسلم والی حدیث میں نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ مراد ہے۔

(۴۲۸) حضرت عائشہؓ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا۔ (یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا)۔

(مسند امام احمدؒ ص۱۵۶ جلد ۶)

(۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، صرف ان کے آخر میں

لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ ۔ — سلام پھیرتے تھے۔

(مستدرک حاکم وقال صحیح علیٰ شرط الشیخین)

(۴۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ۔ — پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے۔

(مسلم ص ۲۶۱ جلد اول)

(۴۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ (نسائی ص ۲۴۹ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

(۴۳۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔

(نسائی ص ۲۵۱ جلد اول، مسند امام احمدؒ طحاوی ص ۱۴۲ جلد اول سند صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔

(۴۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۝

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(ترمذی صہ۶۱ جلد اول باب ماجاء فی الوتر بثلاث مسند احمد صہ۸۹ جلد اول)

(۴۳۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ فرماتے ہیں۔

وَ أَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ ۝

کہ جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

(بخاری صہ۱۳۵ جلد اول)

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ قاسم بن محمد تابعیؒ کے سامنے صحابہؓ و تابعین تمام اہلِ اسلام نمازِ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ۔

اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر تین رکعت ہے ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ۲۹۴ جلد۲، نصب الرایہ صہ۱۲۲ جلد اول)

ف: وتر کا لغوی معنی ہے "طاق" نمازِ تہجد، اصطلاحی وتر شامل کرنے سے طاق بن جاتی ہے۔ اس لئے بعض احادیث میں صلوٰۃ اللیل اور نمازِ تہجد پر بھی وتر کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۴۳۶) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَ ثَلَاثٍ وَ سِتٍّ وَ ثَلَاثٍ وَ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثٍ وَعَشْرٍ

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا، چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین

وَ ثَلَاثٍ ۝ (مسند امام احمدؒ سند حسن) رکعت، دس اور تین رکعت۔

(ابوداؤد صفحہ ۲۰۱ ج ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲)

ف : اس حدیث سے واضح ہوا کہ اصطلاحی وتر تو ہمیشہ تین رکعت رہے اس کے ساتھ نمازِ تہجد کی رکعتیں کم و بیش پڑھی جاتی تھیں، چار، چھ، آٹھ، دس اور یہ بھی واضح ہوا کہ وتر کا اطلاق مطلق نمازِ تہجد پر بھی کیا جاتا تھا۔

ف : ایک رکعت ملانے سے ہی نماز کا دوگانہ وتر بنتا ہے۔ اس لئے بعض روایات میں ایک رکعت پر بھی وتر کا اطلاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت جس دوگانہ سے ملے گی، اسے وتر (طاق) بنا دے گی۔

چنانچہ بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول ابواب الوتر اور مسلم صفحہ ۲۵۷ جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۳۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَّاحِدَۃً تُوْتِرُ لَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز (تہجد) دوگانہ دوگانہ ہے پس تم میں سے کوئی ایک طلوع صبح کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت اس کے لئے اس پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیگی۔

الحاصل صلوٰۃ اللیل یا ایک رکعت پر وتر کا اطلاق لغوی معنی کے لحاظ ہے یا مجازاً ہے، اصطلاحی نمازِ وتر "تین رکعت ایک سلام" سے ہے، جیسا کہ متعدد صحیح احادیث مرفوعہ سے ثابت ہوچکا ہے۔

بالخصوص حضرت حسن بصری تابعیؒ نے تو اس پر اپنے زمانے کے اہلِ اسلام کا اجماع نقل کیا ہے، جس کا حوالہ ابھی گزرا ہے۔

ف : تین رکعت وتر پر دلالت کرنے والی حدیثیں تیس ۳۰ سے زائد ہیں جنکی تفصیل

اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ طبع ملتان صہ۴۴، ۴۳۵ جلد اول پر درج ہے۔

نماز وتر میں دعا قنوت دائمی ہے اور رکوع سے پہلے ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ .... وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے.. ...... اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(نسائی صہ۲۴۸ جلد اول، ابن ماجہ بسند صحیح)

(۴۳۹) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ۳۰۲ جلد۲)

اس کی سند حسن ہے۔ (الدرایۃ لابن حجرؒ صہ۱۹۴ جلد اول)

(۴۴۰) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ یَقْرَأُ فِیْ اٰخِرِ رَکْعَۃٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پس رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)۔

(۴۴۱) نیز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے

حلیۃ ابونعیم میں (۴۴۲) اور حضرت ابن عمرؓ سے طبرانی میں بھی مروی ہے، جن کی تفصیل نصب الرایہ ص ۱۲۴ جلد دوم الدرایہ ص ۱۹۴ جلد اول میں ہے۔

ف : بعض احادیث میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر آیا ہے تو اس کا محمل قنوتِ نازلہ ہے جو کسی اہم حادثہ ومصیبت کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی درجِ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۴۴۳) حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ؟ قَالَ قَبْلَهٗ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا إِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ أُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَأُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں؟ حضرت انسؓ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپؐ نے ستّر قاری اور عالم تبلیغ کے لیے بھیجے تھے جو شہید کر دیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر بددعا کے لئے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی۔

(صحیح بخاری ص ۱۳۶ جلد اول باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ، ومسلم ص ۲۳۷ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۳)

دعاءِ قنوت کے الفاظ

(۴۴۴) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری

وَ نَشْکُرُکَ وَ لَا نَکْفُرُکَ	خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے
وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ؕ	ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے
اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ	ہیں اور چھوڑتے ہیں ہم اُس کو جو تیری نافرمانی
وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ	کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے
وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ	ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور
اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ؕ	سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے
	ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی
	امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے
	ہیں تحقیق تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

یہ دُعاء قنوت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے جن کے مجموعے سے یہ مکمل دُعا ثابت ہے۔

ان آثار کی تفصیل مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۰۱، ۳۱۴، ۳۱۵ جلد ۲ اور مسند عبدالرزاق صہ ۱۱۰ تا ۱۱۴ جلد ۳ میں ملاحظہ ہو۔

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبۃؒ المتوفی ۲۳۵ھ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیخ و اُستاذ ہیں اور محدث عبدالرزاقؒ المتوفی ۲۱۱ھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و اُستاذ ہیں۔

مفسر و محدث علامہ سیوطیؒ شافعی لکھتے ہیں، یہ دُعا دراصل قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں، ایک سورۃ الخلع دوسری سورۃ الحفد، جن کی قرآنی حیثیت منسوخ کردی گئی۔

(الاتقان صہ ۲۶ جلد ۲)

اب دُعا کی حیثیت سے یہ پڑھی جاتی ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ دُعا ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ نے وتروں میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو موسیٰؓ کے مصاحف میں بھی یہ دُعا درج تھی۔ (تفسیر در منثور للسیوطیؒ ص ۴۲۱ جلد ۶)

مفسر سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور کے آخر میں سورۃ والناس کی تفسیر لکھ کر یہ عنوان قائم کیا ہے: "ذِکْرُ مَا وَرَدَ فِي سُوْرَةِ الْخَلْعِ وَسُوْرَةِ الْحَفْدِ" (یعنی ان آثار کا ذکر جو سورۃ الخلع اَللّٰھُمَّ نَسْتَعِیْنُکَ الخ اور سورۃ الحفد اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ الخ کے بارے میں وارد ہیں) اس کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے میں مذکورہ بالا قنوت کے الفاظ کو مجمل طور پر آثارِ صحابہؓ سے ثابت کیا ہے اور دلائل سے بتلایا ہے کہ یہ دُعا متعدد صحابہ کرامؓ کے مصاحف میں درج تھی، علامہ سیوطیؒ کی بحث کے جستہ جستہ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

قَرَأْنَا فِي مُصْحَفِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ۔ اھ

ہم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں یہ دُعا پڑھی ہے "اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ" اھ

(۲) حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ اھ

میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۳) وَفِي مُصْحَفِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قِرَاءَةُ أُبَيٍّؓ وَأَبِي مُوْسٰىؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف میں حضرت ابی بن کعبؓ وحضرت ابو موسیٰؓ کی قراءت تھی اس میں تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ — الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۴) حضرت اَبَان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی عَنِ الْکَلَامِ فِی الْقُنُوْتِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

میں نے حضرت اَنَس رضی سے قنوت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَنَتَ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ وَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ

حضرت عمر بن الخطاب رضی نے ان دو سورتوں کو بطور قنوت پڑھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اھ وَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اھ

(اخرجہ محمد بن النصرؒ)

(۶) حضرت خالد بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ کی تعلیم دی۔

ثُمَّ عَلَّمَہٗ ھٰذَا الْقُنُوْتَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ الخ

(اخرجہ البیہقی ص ۲۱۰ ج ۲ مرسلاً، مراسیل ابو داؤد، نصب الرایۃ ص ۱۳۶ جلد ۲، التلخیص الجبیر مع شرح المہذب ص ۲۵۱ جلد ۴)۔

(۷) وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ صَحِیْحًا مَوْصُوْلًا ○

قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ اھ حضرت عمر بن الخطاب رضی سے صحیح متصل سند سے مروی اور منقول ہے۔

(بیہقی ص ۲۱۰ جلد ۲، التلخیص الجبیر مع شرح المہذب ص ۲۵۰ جلد ۴)

(۸) حضرت عُبَید بن عُمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں یہ قنوت پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ اھ

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۱۴ جلد ۲، محمد بن نصر، سنن بیہقی)

(۹) حضرت عبدالمالک بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا قَنَتَ فِی الْفَجْرِ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۱۴ ج ۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر میں ان دو سورتوں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ) کے ساتھ قنوت پڑھی۔

ف: اگرچہ ان روایتوں میں قنوتِ نازلہ کا بیان ہے تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اکثر قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے لہٰذا یہ دعا افضل ہے۔

(۱۰) حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فِیْ قِرَاءَۃِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(اخرجہ ابن ابی شیبہ صہ ۳۱۴ جلد ۲ و محمد بن نصر)

(۱۱) ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:-

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا وَیَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا۔

(اخرجہ محمد بن نصر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں (ابوعبدالرحمٰن وغیرہ) کو قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ پڑھاتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی دعا پڑھاتے تھے۔

(۱۲) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یَجْعَلُوْا

حضرت سفیان کے دور کے علماء قنوت وتر

فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ هَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ

میں ان دو سورتوں کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ

(اخرجہ محمد بن نصر)

(۱۳) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یَقْرَأُ فِی الْوِتْرِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ

کہ نمازی وتروں میں یہ دو سورتیں بطور قنوت پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ الخ

(انتہیٰ ما فی الدر المنثور ص۴۲۲ ج۶ تا ص۴۲۲ ج۶ ملخصاً مع زیادۃ ما، معارف السنن شرح الترمذی ص۲۴۴ ج۴)

(۱۴) علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ بدایۃ المجتہد ص۱۳۲ ج۱ میں فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ اِسْتَحَبَّ الْقُنُوْتَ مَالِكٌ بِاَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ

حضرت امام مالکؒ نے بھی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ والی دعا کو افضل اور مستحب قرار دیا ہے۔

(معارف السنن ص۲۴۵ ج۴)

(۱۵) علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کی معروف کتاب المغنی ص۴۸۶ ج۱ پر لکھتے ہیں

وَهَاتَانِ سُوْرَتَانِ فِیْ مُصْحَفِ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍؓ۔

اور یہ دو سورتیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ الخ اور اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ الخ حضرت اُبَیِّ ابن کعبؓ کے مصحف میں تھیں۔

نیز لکھتے ہیں حضرت عمرؓ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

سنن و نوافل کا اہتمام

(۴۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنْ اِنْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ ۔ (ترمذی ص ۵۵ ج ۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۱۷ باب صلوٰۃ التسبیح)

کے اعمال میں سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا۔ اگر اس کے فرض میں سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو حق تعالےٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کی کوئی نفل ہے، تو ان نوافل سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے، ایک روایت میں ہے پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طرح ہوگا، پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

(۴۴۶) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ۔ (ترمذی ص ۵۶ ج ۱، نسائی، مشکوٰۃ باب السنن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعت (سنّت) پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے

(۴۴۷) اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ترمذی صفحہ ۵۵ جلد اول میں مروی ہے۔

ف : احادیث و آثار سے جس قدر سُنن و نوافل ثابت ہیں، وہ سب اہتمام سے ادا کرنی چاہئیں خصوصًا نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، نمازِ حاجت، نمازِ توبہ، اوابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

نمازِ تراویح نمازِ تراویح کو احادیث میں قیام رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلّم نے خود نمازِ تراویح کو سُنّت قرار دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

(۴۴۸) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقینًا اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان میں روزہ فرض قرار دیا ہے اور میں نے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سُنّت قرار دیا ہے۔

(نسائی ج۱ صـ۳۰۸ ابن ماجہ)

(۴۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ایمان وطلب ثواب کے جذبہ سے رمضان میں تراویح پڑھے، اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(مسلم ج۱ صـ۲۵۹، بخاری، مشکوٰۃ صـ۱۱۴)

(۴۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان (نمازِ تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

قِيَامِ رَمَضَانَ۔ (مسلم ص ۲۵۹ جلد اول، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح)

(۲۵۱م) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ۔ (نسائی ص ۳۰۸ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نمازِ تراویح کی ترغیب دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں ساری رات نماز و عبادت میں گزارتے تھے، بستر آپ کے آرام سے ناآشنا رہتا تھا۔

(۲۵۲م) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَأْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ۔ (بیہقی)

جب رمضان آتا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان ختم ہوجاتا۔

تراویح کی جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو پورے رمضان میں رات بھر نماز و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور اُمت کو بھی قیامِ رمضان (تراویح) کی ترغیب فرماتے تھے۔ لیکن تراویح کی جماعت پر آپ نے مُداومت و مُواظبت نہیں فرمائی۔ آپ نے ترکِ مداومت کا یہ سبب ارشاد فرمایا کہ اس سے کہیں اُمت پر فرض نہ ہوجائے۔ آپ نے ایک ایک رات کے وقفہ سے تین راتیں (۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷ رمضان) جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی، پہلی شب تہائی رات تک، دوسری شب آدھی رات تک اور تیسری شب صبح صادق کے قریب تک نمازِ تراویح پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا۔

(۲۵۳م) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا .... فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا .... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ نِسَائَهُ وَأَهْلَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا أَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

(ابو داؤد ص۲۰۲ ج۱، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے مہینے کے کسی حصے میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ہمارے ساتھ قیام فرمایا (نماز تراویح پڑھی) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھٹی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، پھر جب پانچویں رات ہوئی ..... تو آدھی رات تک ہمارے ساتھ قیام فرمایا، پس جب چوتھی رات ہوئی تو آپؐ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ (طویل) قیام فرمایا، حتیٰ کہ ہمیں فلاح کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہونے لگا (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، فلاح سے سحری مراد ہے پھر مہینہ کے باقی حصہ میں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(۲۵۴) حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھانے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد جماعت کی پابندی نہ فرمانے کے سلسلہ

میں آپ کا یہ ارشاد مروی ہے۔

لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔ (بخاری ص۲۶۹ ج۱، مسلم ص۲۵۹ ج۱)

لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ تراویح کی جماعت تم پر فرض نہ کردی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ۔

(۲۵۵) حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح کی جماعت کرائی، پھر اس کی پابندی ترک کرنے کا یہ سبب ارشاد فرمایا:

خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ۔

مجھے ڈر لگا کہ تم پر فرض کردی جائے اور اگر تم پر فرض کردی گئی تو تم اسے نباہ نہیں سکو گے۔

(بخاری واللفظ للبخاری ص۱۰۸۲ ج۲ ومسلم، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

(۲۵۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ اَوْزَاعًا یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الشَّیْءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَیَکُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ اَوِ السِّتَّةُ وَاَقَلُّ مِنْ ذٰلِکَ وَاَکْثَرُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ اھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں لوگ رمضان کی رات کو متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے ایک آدمی کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ (یاد) ہوتا تو پانچ یا چھ آدمی اور کم و بیش اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد وسکت علیہ ہو والمنذری، اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص۳۸۷ ج۱)

(۲۵۷) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عہدِ نبوت میں تراویح کی جماعت کراتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی تحسین و تصویب فرمائی تھی۔

ثعلبہ بن مالک القرظیؓ سے مروی ہے۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَاٰی نَاسًا فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍؓ یَقْرَأُ وَھُمْ مَعَہٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا۔	حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان مبارک میں گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے عرض کیا، کہ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید (حفظ) نہیں ہے، یہ لوگ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ واسنادہ جید واخرجہ ایضاً فی السنن الکبریٰ بطرق اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۳۸۶ (آثار السنن ص۲۴۲)

ف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا تراویح کی جماعت پر مداومت کرنے سے اس کے فرض ہوجانے کا اندیشہ تھا آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے شدتِ اشتیاق کے باوجود جماعت تراویح کی پابندی سے عذر فرما دیا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب وحی کا مقدس سلسلہ منقطع ہوگیا، فرضیت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمرؓ (جن کا علم، علمِ نبوت کا تتمہ تھا، بخاری ج۱ ص۱۸ باب فضل العلم، وج۱ ص۵۲۰ مناقب عمرؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء پورا کرنے کے لئے تراویح باجماعت کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کو جماعت تراویح کا امام مقرر فرمایا۔

(۲۵۶) صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ	حضرت عمر رضؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی

کعبؓ۔ (بخاری ص ۲۶۹ ج ۱) ابن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کیا۔

تراویح کی بیس[۲] رکعت

بطور تمہید عرض ہے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے، مزاج شناسِ وحی اور مزاج شناسِ نبوت تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے علم، عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا، قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار و اعلان فرمایا گیا ہے۔

(۵۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ (التوبہ ۹)

اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ، مہاجرین و انصارؓ کی اتباع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح ۲۹ پ ۲۶)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپؐ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! آپ اُن کو رکوع و سجود میں دیکھیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رضا کے طالب ہیں۔

---

[۲] یہ مضمون آغاز میں بھی گزر چکا ہے۔ اہمیت کے پیش نظر اس کا تکرار گوارا کر لیجئے گا۔ منہ

یہ آیت کریمہ صحابہ کرامؓ کی عبادت واخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

(۴۶۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل کرو اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی صہ ۹۲ ج ۲، ابوداؤد صہ ۲۸۷ ج ۲، باب فی لزوم السنۃ، ابن ماجہ، وقال الترمذی حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ صہ ۲۹)

(۴۶۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا، میرے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی پیروی کرنا۔

(ترمذی صہ ۲۰۷ ج ۲، ابن ماجہ، مسند امام احمدؒ، مشکوٰۃ صہ ۵۶۰)

(۴۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِہٖ ۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(ترمذی صہ ۲۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ صہ ۵۵۷)

یہ حدیث ابن عمر رضؓ کے علاوہ درج ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۴۶۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، سے ابوداؤد اور مسند امام احمد میں (۴۶۵) حضرت ابوہریرہؓ سے مسند امام احمد، مستدرک حاکم اور مسند ابویعلیٰ میں (۴۶۶) حضرت بلال رضؓ د (۴۶۷) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی میں۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۳۹۷)

(۴۶۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۵ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ (تبع تابعینؒ)

کتاب و سنت کی ان نصوص و ہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضؓ بالخصوص خلفائے راشدین رضؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں، ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں، امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہم کے ایک ہزار چھ سو آٹھ (۱۶۰۸) آثار بطور استدلال ذکر کئے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۵۴۴، خاتمہ کتاب)

جس طرح ملکی قانون کی تشریح میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ان کے جج صاحبان کی تحقیقات و آراء اور اقوال ماتحت عدالتوں کے لئے تمام دنیا میں حجت اور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن و حدیث کی تشریح میں صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار و اقوال بھی مذکورہ بالا کتاب و سنت کی نصوص و ہدایات کی بنا پر درجہ بدرجہ حجت اور دلیل ہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ پر غور فرمائیے۔

کتاب وسنّت کی بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان باقی گیارہ مہینوں سے ممتاز ہے، یہ مبارک مہینہ عبادت کے لیے مخصوص ہے، اس کے دن روزہ وتلاوت میں اور اس کی راتیں نماز و دیگر عبادات میں گزاری جائیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک ماہ میں شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔ ساری رات نماز وعبادت میں مصروف رہتے تھے، آپ دوسروں کو بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب وتشویق فرمایا کرتے تھے۔ چند راتیں آپ نے تراویح کی جماعت بھی کرائی تھی۔ ایک رات تو سحری تک تراویح باجماعت میں گزاردی۔ لیکن اس اندیشہ سے تراویح کی جماعت کا التزام اور پابندی نہیں فرمائی گئی کہ اُمت پر فرض نہ کردی جائے اور پھر اُمت اسے نباہ نہ سکے۔

آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دَور بہت ہی مختصر تھا، جو جہادی مصروفیات اور مُسیلمہ کذاب جیسے فتنوں کے دبانے میں گزر گیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوٹے مسائل کی طرف التفات فرمانے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دَور بھی انہی جیسے اہم مسائل کے حل میں صرف ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب جہادی مہمّات ومسائل سے قدرے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تراویح جیسے مسائل کیطرف توجہ فرمائی اور ان کو حل کیا۔ آپؓ نے حضرت اُبَی بن کعبؓ کو مسجدِ نبوی میں تراویح کا امام مقرر کیا۔ آپ کے مقدس عہد میں بیسؔ رکعت تراویح باجماعت کا التزام اور اس پر دائمی عمل شروع ہوا۔ کسی صحابیؓ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا۔ آپ کے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی مسلسل بیسؔ تراویح پر عمل ہوتا رہا۔ صحابہؓ وتابعین کا مسلسل عمل بیسؔ رکعت تراویح پر رہا۔ جسے ائمہ اربعہؒ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بالاتفاق اختیار کیا۔ چودہ سو سال سے جمہور اُمت کا عمل بیسؔ رکعت پر چلا آرہا ہے۔

اس تفصیل کے لئے درج ذیل شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۶۹) حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے عہد خلافت میں لوگ (صحابہ رضؓ و تابعین رحؒ) ماہ رمضان میں بیس۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ج۲ صہ۴۹۶، قال النووی الشافعیؒ فی شرح المھذب ج۴ صہ۳۲ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ)

متعدد حفاظ محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب "خلاصۃ" میں، محدث ابن العراقیؒ نے "شرح التقریب" میں، علامہ سیوطیؒ نے "المصابیح" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک ج۱ صہ۳۹۷ حاشیہ آثار السنن صہ۲۵۱)

(۴۷۰) بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَعَلٰى عَهْدِ عُثْمَانَ رضؓ وَعَلِيٍّ رضؓ مِثْلَهٗ۔ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے عہدِ خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس۲۰ رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

(۴۷۱) حضرت سائب بن یزید رضؓ کی دوسری حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ رضؓ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۝

ہم حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں بیس۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی معرفۃ الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصۃ" میں فرماتے ہیں۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

اس کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ج۲ صہ۱۵۴)

(۴۷۲) حضرت یزید بن رُومان تابعیؒ سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانۂ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں تئیس۲۳ رکعت

بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ پڑھتے تھے۔

(بیہقی ص ۴۹۶ جلد دوم، موطا امام مالکؒ ص ۹۸ مرسل قوی)

محدث بیہقی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں بیس۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔ (بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

(۴۷۳) حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھائیں۔

(مصنف ابن شیبہ ص ۳۹۳ جلد دوم، آثار السنن ص ۲۵۳)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ص ج۶ لابن حجرؒ)

(۴۷۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَؓ اَمَرَهٗ اَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو رمضان کی رات نماز پڑھانے کا حکم دیا تو حضرت ابی ابن کعبؓ نے لوگوں کو بیس۲۰ رکعت نماز پڑھائی

(کنز العمال ص ۴۰۹ جلد ۸، اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج۱، مسند ابن منیع)

(۴۷۵) حضرت محمد بن کعب قرظیؒ تابعی سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (قیام اللیل للمحدث محمد بن نصرؒ)

لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان مبارک میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۷۶) حضرت عبد العزیز بن رفیع تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ اُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍؓ يُصَلِّيْ

حضرت ابی بن کعبؓ ماہ رمضان میں مدینہ منورہ

نَاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ — میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ۳۹۳ جلد دوم)

(۲۷۷م) حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ تابعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عمل نقل کرتے ہیں۔

دَعَا الْقُرَّاءَ فَاَمَرَ مِنْھُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً (بیہقی صہ۴۹۶ جلد۲) — حضرت علیؓ نے قراء کرام کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان مبارک میں بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۸م) حضرت ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (بیہقی صہ۴۹۷ ج۲، ابن ابی شیبۃ) — حضرت علیؓ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۹م) حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔

اِنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ۳۹۳ ج۲ قلمی نسخہ) — حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۸۰م) حضرت حسن بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ اُبَیًّاؓ کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ۳۹۳ ج۲) — حضرت اُبی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔

(۲۸۱م) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ یُصَلِّیْ — حضرت زیدؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رمضان مبارک میں ہمیں نماز پڑھاتے

لَنَا فِی شَھْرِ رَمَضَانَ ...... قَالَ الْاَعْمَشُ کَانَ یُصَلِّی بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ٥

تھے۔ زید کے شاگرد حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیسؓ رکعت پڑھتے اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۷ ج ۱۱)

(۴۸۲) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ۔

حضرت عطاء تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے لوگوں (صحابہؓ و تابعینؒ) کو پایا کہ وہ وتر سمیت تیئیس ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۳۹۳ ج ۲ سند حسن۔ قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ)

(۴۸۳) حضرت ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ یَؤُمُّنَا سُوَیْدُ بْنُ غَفَلَۃَ فِی رَمَضَانَ فَیُصَلِّی خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ٥ (بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲ سند حسن)

حضرت سُوید بن غفلۃؒ رمضان المبارک میں ہمارے امام تھے تو بیسؒ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

ف: حضرت سُوید بن غفلۃؒ خلفاء راشدینؓ کے تلمیذ خاص اور کبار تابعین میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ص ۲۷۸ ج ۴)

(۴۸۴) حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کَانَ ابْنُ اَبِی مُلَیْکَۃَ یُصَلِّی بِنَا فِی رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت ابن ابی ملیکۃؒ ماہ رمضان میں ہمیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ص ۳۹۳ جلد ۲ سند صحیح)

ے ان کا نام ونسب یہ ہے عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ مشہور تابعی ہیں۔ اسّی صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا (تہذیب التہذیب ص ۳۰۶ جلد ۵)

(۴۸۵) حضرت سعید بن عُبَید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت علی بن ربیعہؓ لوگوں کو رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھاتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲ بسند صحیح)

(۴۸۶) حضرت شُتَیر بن شکل تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت شُتَیرؒ ماہِ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

(۴۸۷) حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

حضرت ابوالبختریؒ تابعی رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(۴۸۸) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت حارثؒ ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ جلد ۲)

ص علی بن ربیعہ تابعیؒ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۰ جلد ۷)

ص شُتَیر بن شکل تابعیؒ ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۱۱ جلد ۴)

ف : ان احادیث و آثار کی تفصیل اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ صـ۳۹۷ و ۳۹۵ جلد اول و حاشیہ آثار السنن صـ ۲۵۰ تا ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء راشدین ثلثہؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے مقدس عہد سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کا متواتر و مسلسل عمل بیسؔ رکعت تراویح کا رہا ہے، ائمہ اربعہؒ ان کے متبعین اور جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ بعض محققین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ترمذی شافعیؒ اپنی جامع ترمذی "باب قیام شہر رمضان" کے عنوان کے تحت مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِہِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (ترمذی ج۱ صـ۹۹)

اکثر اہل علم بیسؔ رکعت تراویح پر قائم ہیں جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں

علامہ عینی حنفیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری صـ ۱۲۶ جلد ۱۱ پر بیسؔ رکعت تراویح کے متعلق امام ترمذیؒ کا مذکور تذکرہ نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِیَّۃِ۔

ہمارے ائمہ احناف کا قول بھی بیسؔ رکعت کا ہے

علامہ ابن عبد البر مالکیؒ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِہٖ قَالَ الْکُوْفِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَکْثَرُ الْفُقَہَاءِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ فِی الصَّحَابَۃِ۔ (عمدۃ القاری ج۱۱ صـ۱۲۷)

بیسؔ رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہل کوفہ (احناف و دیگر محدثین و فقہاء)، امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے، حضرت اُبی بن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے صحابہ کرامؓ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

• علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي اَحَدِ قَوْلَيْهِ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَدَاؤُدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ۔ (بدایۃ المجتہد ج۱ ص۲۱۰)

امام مالکؒ اپنے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤد ظاہریؒ نے وتر کے علاوہ بیس ۲۰ رکعت تراویح کو اختیار کیا ہے۔

امام مالکؒ کا دوسرا قول چھتیس رکعت تراویح کا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

صحابہ کرامؓ کا بیس ۲۰ رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج۳ ص۱۹۴)

محدث ابن قدامہ حنبلیؒ المغنی ج۱ ص۷۹۸ پر نماز تراویح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ (الامام اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ) فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بیس رکعت تراویح مختار اور راجح ہے۔

آگے ص۷۹۹ ج۱ میں بیس ۲۰ رکعت کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس ۲۰ رکعت پڑھائے یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ قسطلانی شافعیؒ ارشاد الساری شرح بخاری ج۳ ص۲۲۶ پر عہد فاروقی میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پر صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیس ۲۰ رکعت تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب صفحہ ۳۲ جلد ۴ پر نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

اِنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً ...... هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَدَاوٗدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ (المالكي) عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ۔	نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

الحاصل بیس رکعت تراویح جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا مسلسل عمل ہے جو اجماع کی ایک شکل ہے ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے چودہ صدیوں سے کروڑوں اہل اسلام اسی پر عمل پیرا چلے آئے ہیں۔

ف : بعض احادیث و آثار میں نماز تراویح میں بیس رکعت سے کم کا ذکر بھی آیا ہے محققین کے ہاں ایسی روایات ابتداء پر محمول ہیں، آخری عمل بیس رکعت کا ہے۔ اس پر قرینہ خلفاء راشدینؓ کے مقدس عہد میں بیس رکعت پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا عملی اجماع ہے، اگر بیس رکعت تراویح آخری عمل نہ ہوتا تو جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہرگز اسے اختیار نہ کرتے اور اس پر مسلسل عملی اصرار نہ کرتے۔

محدث بیہقی شافعیؒ نے تراویح کے بارے میں مختلف روایات کی یہی توجیہ کی ہے۔

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ بَيْنَهُمَا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ۔	محدث بیہقیؒ نے ان مختلف روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ وہ لوگ گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس رکعت پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ص ۴۲۶ ج ۳ للمحدث القسطلانی الشافعیؒ نصب الرایہ ص ۱۵۴ ج ۲ للمحدث الزیلعی الحنفیؒ)

امام بیہقیؒ کی یہ توجیہ و تطبیق سنن کبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی ص ۴۹۶ جلد ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ف : بیس ۲۰ رکعت تراویح پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے تاہم مذکورہ بالا صحابہؓ و تابعینؒ کے بیس ۲۰ رکعت کے عملی اجماع سے اسکی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔ وہ مرفوع حدیث یہ ہے۔

(۲۸۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیس ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(بیہقی ص ۴۹۶ جلد دوم، طبرانی کبیر، معجم بغوی، مسند عبد بن حمید، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ ج ۲)

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں

نماز فجر کی دو ۲ رکعت سنتیں بہت مؤکدہ ہیں۔

(۲۹۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نوافل و سنن میں سے) سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو ۲ سنتوں کا فرماتے تھے۔

(بخاری ص ۱۵۶ جلد ۱، مسلم ص ۲۵۱ جلد اول، مشکوۃ ص ۱۰۴)

(۲۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) مت چھوڑو، اگرچہ گھوڑے تمہیں دوڑا رہے ہوں۔

(ابو داؤد صہ۱۸۶ جلد اول، مسند امام احمد)

ف : اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فجر کی سنتیں بھی ادا کرنی ہوں، تو دونوں فضیلتوں (ادائیگی سنت، شرکت جماعت) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جماعت کی صفوں سے ہٹ کر سنتیں ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جائے گی، تو پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ اس تفصیل کے لیے ذیل کی احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۴۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔

(ترمذی صہ۵۷ جلد ۱، مستدرک حاکم، دارقطنی، بیہقی، صحیح ابن حبان، صححہ الحاکم و اقرہ الذہبی)

(۴۹۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رض اَنَّهُ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ۲۵۵ جلد دوم سندہٗ حسنٌ)

(۴۹۴) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَیْقَظْتُ اِبْنَ عُمَرَ رض لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ۔

میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ کو صبح کی نماز کے لیے جگایا، حالانکہ جماعتِ نماز کی اقامت ہو چکی تھی، تو حضرت ابن عمر رضہ کھڑے ہوئے اور دو ۲ رکعتیں سنتیں پڑھیں۔

(طحاوی صہ۲۵۶ جلد اول اسنادہ صحیحٌ)

(۴۹۵) حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عمل منقول ہے۔

اِنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ

حضرت ابو درداء رض مسجد میں تشریف لاتے

الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب کہ لوگ صبح کی نماز کی صف بندی کر چکے ہوتے، تو آپ مسجد کے ایک کونے میں سُنّتیں پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ حسنؒ)

(۴۹۶) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي مُوْسٰیؓ قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی موسٰیؓ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ امام صاحب صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صبح کی سُنّتیں رہتی تھیں تو آپؓ نے ایک سُتون کے پاس اُن کو ادا کیا۔

(طبرانی کبیر، قال المحدث الهيثمی فی مجمع الزوائد رجاله موثقون)۔

اس کے راوی ثقہ لائق اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد)

(۴۹۷) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

صبح کی نماز کی اقامت کی جا چکی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے دو رکعت سُنّت ادا کیں، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۲ ص۲۵۱ اسنادہ صحیح)

(۴۹۸) حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا نَاْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ

ہم (بعض اوقات) صبح کی سُنّتیں ادا کرنے سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت

قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّيْ فِيْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔

(طحاوی، ۲۵۶/۱ اسنادہ صحیح)

میں حاضر ہوتے، حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شرکت کرتے۔

کُنّا نأتی جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

ف : بعض احادیث میں آیا ہے۔

(۲۹۹) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

(مسلم ص ۲۴۷ ج ۱ و سنن اربعہ)

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے اس کا مطلب و محمل یہ ہے کہ سُنتیں جماعت کی صف میں نہ پڑھی جائیں تاکہ سُنت و فرض کا اتصال نہ ہو۔ اس توجیہ کا دوسرا قرینہ خود ممانعت کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں، کہ اقامت کے بعد سُنتیں پڑھنے والے سے آپ نے فرمایا:

اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

ءَاَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

(بخاری ص ۹۱ جلد اول)

کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

چار رکعت کا نقشہ سُنت و فرض کو ایک جگہ متصل ادا کرنے سے وجود میں آتا ہے، اگر ممانعت مطلق ہوتی تو مذکورہ بالا اصحابِ کرامؓ اقامت کے بعد سُنتیں ادا نہ کرتے۔

صبح کے فرضوں کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے سنتیں نہ پڑھنی چاہئیں

(۵۰۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری صہ ۸۲ ج ۱، مسلم صہ ۲۷۵ جلد اول)

(۵۰۱) حضرت ابن عباسؓ ایک مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطابؓ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری صہ ۸۲ ج ۱، مسلم صہ ۲۷۵ ج ۱ وبقیہ صحاح ستہ)

(۵۰۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز درست نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوعِ شمس تک نماز درست نہیں۔

(بخاری صہ ۸۲ جلد اول، مسلم صہ ۲۷۵ ج ۱)

(۵۰۳) حضرت عمرو بن عبسہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

نمازِ صبح ادا کر، پھر طلوعِ شمس تک نماز سے

صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ...... حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ۔

رکا رہے ...... یہاں تک کہ تو نمازِ عصر ادا کرے۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رکا رہے۔

(مسلم صـ ۲۷۶ جلد اوّل، مسند امام احمد بن حنبلؒ)

(۵۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

تُصَلِّی الصُّبْحَ ثُمَّ اجْتَنِبِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ط

تو صبح کی نماز پڑھے۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

(۵۰۵) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط (مسند اسحٰق بن راہویہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ صبح کے بعد سورج نکلنے تک اور نمازِ عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی صـ ۲۵ جلد اول پر باب "مَا جَاءَ فِی کَرَاھِیَۃِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ بَعْدَ الْفَجْرِ" کا عنوان قائم کیا ہے اس کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث درج کی ہے۔

اس کے بعد حسبِ معمول وفی الباب کے تحت ۱۸ صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں، جن سے فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ وَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ وَسَلَمَۃَ بْنِ

الْاَکْوَعِ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ[10] وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو[11] وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ[12] وَ

الصُّنَابِحِیِّ[13] وَلَمْ یَسْمَعْ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَۃَ[14]

وَکَعْبِ بْنِ مُرَّۃَ[15] وَاَبِیْ اُمَامَۃَ[16] وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ[17] وَیَعْلَی بْنِ[18]

اُمَیَّۃَ وَمُعَاوِیَۃَ[19] - رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کو شامل کرنے سے بیس[20] نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۷۶ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے پانچ ناموں کا اضافہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

وَفِی الْبَابِ اَیْضًا عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ[21] وَاَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ[22]

وَاَبِیْ قَتَادَۃَ[23] وَاَبِی الدَّرْدَاءِ[24] وَحَفْصَۃَ[25] ط

حافظ ابن حجر شافعیؒ نے التلخیص الحبیر ج۳ ص۱۰۴ مع شرح المہذب امام ترمذیؒ اور علامہ عینیؒ کے مذکورہ بالا اسماء ذکر کر کے ایک نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وَصَفْوَانَ[26] ابْنِ الْمُعَطَّلِؓ وَغَیْرِھِمْ۔

اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۶، ۹۷ پر مذکورہ بالا اسماء کا ذکر کر کے چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ[27]ؓ وَمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ[28]ؓ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ[29]

ابْنِ اَزْھَرَؓ وَ اَبِیْ اُسَیْدٍ[30] فِیْ زَوَائِدِ الْھَیْثَمِیْ ج۲ ص۲۲۷ فَھُوَ لَا غَرْوَ ثَلَاثُوْنَ

نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَۃِ یَرْوُوْنَ ذٰلِکَ۔

الغرض تیس[30] صحابہ کرامؓ سے نماز فجر و عصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں، اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبد البر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء اعلام نے نماز فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ج۲ ص۱۲۱)

ف : ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس رض کو نمازِ صبح کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص ۹۵، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱ : جواز والی حدیث خبرِ واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں۔ باتفاق محدثین متواتر حدیث خبر واحد سے راجح ہوتی ہے۔

جواب ۲ : ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث حضرت قیس رض کی خصوصیت پر محمول ہے۔

جواب ۳ : ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبر واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۹ جلد ۴)

جواب ۴ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :۔

اسناد ھٰذا الحدیث لیس بمتصل۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

(ترمذی ص ۵۷ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

جمہور علماء کی تحقیق میں درج ذیل اوقات میں نفل نماز اور دوگانہ طواف ممنوع ہیں۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲۔ دوپہر کو جب کہ سورج سر پر ہو۔

۳۔ سورج غروب ہونے کے وقت۔

۴۔ صبح کی نماز کے بعد، طلوع شمس تک۔

۵۔ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

ممانعت کی دلیل وہ متواتر احادیث ہیں جو تیئس ۲۳ صحابہ کرام رض سے مروی ہیں۔ جن کا مختصر

مفہوم ہے:

لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ الخ (صحاح ستہ وغیرہ)

ان میں سے بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی بیان پہلے گزر چکا ہے نیز ان اوقات میں ممانعت نماز کی مطلق متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی حجت ہیں۔

(۵۰۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَؓ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت مُعاذ بن عُفرا رضی اللہ عنہ نے عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف دوگانہ نہیں پڑھا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند امام احمد ص۲۱۹ ج۴، بیہقی، اسنادہ حسن آثار السنن ص۲۳۹)

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" ص ۴۲۸ جلد ۳ پر اس کی بعض سندوں کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص۲۵۳ جلد اول)

پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے تھا، لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

(۵۰۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِيْ طُوًى۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا۔ پس سوار ہوئے۔ حتّٰی کہ ذی طُوٰی (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچ کر دوگانہ طواف ادا کیا۔

(بخاری ص۲۲۰ ج۱، باب الطواف بعد الصبح والعصر معلقاً، مؤطا امام مالک و سنن بیہقی ص۴۶۳ ج۲)

حضرت عمرؓ کی یہ روایت ترمذی ص ۱۰۶ جلد اول پر بلا سند زیادہ واضح مروی ہے اس میں ہے فصلی بعد ما طلعت الشمس، حضرت عمرؓ نے طلوع شمس کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کیا۔

افضل یہ ہے کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے قریب ادا کیا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجدِ حرام سے باہر ادا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

حضرت عمرؓ کا افضلیت کی ان تمام وجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجدِ حرام سے دور مقام ذی طویٰ میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نمازِ صبح کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنا درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۷۲ ج ۹)

(۵۰۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضا اَنَّهَا قَالَتْ إِذَا أَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَأَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ أَوْ حَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ أُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب تو نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر اور نماز کو مؤخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر سات چکروں کے لئے ایک دوگانہ ادا کر۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری شرح بخاری ص ۳۹۲ جلد ۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ ۔	اور یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ : حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں

أَحَدًا طَافَ هٰذَا الْبَيْتَ وَصَلّٰى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ۔

بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے، تم اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وصححہ الترمذی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ خبر واحد ہے، محدّثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مرجوح ہوتی ہے، دوسرے اس میں اربابِ انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف و نماز سے نہ روکا کرو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر میں پابندیاں نہ لگائیں، ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس حدیث کا رُخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو آپ نے بار بار کھول کر بتلا دیا ہے کہ اوقاتِ خمسہ میں نماز منع ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۵/۳۴۲ مع الوضاحۃ)

(۵۱۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ۔ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وغیرہ)

جواب: علامہ ابن دقیق العید الشافعیؒ نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر صہ ۲۲۳ جلد اول پر اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۲۵۴ جلد اول پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

هُوَ مَعْلُوْلٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُوْرٍ

یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور

اِنْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَ اَبِيْ ذَرٍّ وَضُعْفُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ وَ اِضْطِرَابُ سَنَدِهٖ۔

ضعیف ہے سند متصل نہیں۔ مجاہدؒ اور ابو ذرؓ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے، اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے، اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اضطراب یعنی اختلاف ہے۔ انتہیٰ

اس کے راوی ابن المؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

اَحَادِیْثُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ مَنَاکِیْرُ۔ ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نقاد محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: هُوَ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ، وہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: حُمَیْدٌ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔ حمید قوی نہیں۔ نیز امام بیہقیؒ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: وَ مُجَاهِدٌ لَمْ یُدْرِكْ اَبَا ذَرٍّ۔ مجاہد نے ابوذرؓ کو نہیں پایا۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

(نصب الرایۃ صہ ۲۵۴ جلد اوّل)

نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ

ھٰذا اٰخر ما اردنا بیانہ لنصح اھل الاسلام بتوفیق اللہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ وفضلہ۔ اللّٰھم تقبلہ لرضاک واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین۔ آمین

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

کتبہ فانی خانیوال ۲۱-۲-۹۲